مصنف
مولانا سید شاہد جمال رضوی گوپالپوری

غدیرِ مودّت

مصنف

مولانا سید شاہد جمال رضوی گوپالپوری

جملہ حقوق بحق مصنف وناشر محفوظ ہیں

اسم کتاب	:	غدیر مودت
مصنف	:	مولانا سید شاہد جمال رضوی گوپالپوری
صفحات	:	۱۲۰
تعداد	:	۵۰۰
ایڈیشن	:	اول/ ۲۰۱۹ء
پیشکش	:	عین الحیات ٹرسٹ، لکھنؤ
ناشر	:	**شعور ولایت فاؤنڈیشن (لکھنؤ)**

ملنے کا پتہ :

۱۔ دفتر شعور ولایت فاؤنڈیشن، سرفراز گنج، ہردوئی روڈ، لکھنؤ

۲۔ عین الحیات ٹرسٹ، ۲۳۶/۱۰ بی، کنکر کنواں، بجازا، وکٹوریا اسٹریٹ، لکھنؤ

۳۔ مکتبہ مینار شعور، گوپال پور، باقر گنج، سیوان (بہار)

بسم الله الرحمن الرحيم

قال رسول الله (ص)

يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ أَفْضَلُ أَعْيَادِ أُمَّتِي هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي أَمَرَنِيَ اللهُ تَعَالَى ذِكْرُهُ فِيهِ بِنَصْبِ أَخِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَماً لِأُمَّتِي يَهْتَدُونَ بِهِ مِنْ بَعْدِي وَ هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي أَكْمَلَ اللهُ فِيهِ الدِّينَ وَ أَتَمَّ عَلَى أُمَّتِي فِيهِ النِّعْمَةَ وَ رَضِيَ لَهُمُ الْإِسْلَامَ دِيناً.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" میری امت کے لئے افضل ترین عید، غدیر خم کی عید ہے، اس دن خدا نے مجھے اپنے بھائی علی کو امت کا امام منصوب کرنے کی تاکید فرمائی ہے تاکہ اسی کے ذریعہ سے لوگ میرے بعد ہدایت پائیں، خدا نے اس دن کی بدولت دین کامل کیا، امت پر اپنی نعمت تمام کی اور ان کے اسلام سے راضی ہوا"۔[1]

---

[1] ۔ بحار الانوار، علامہ مجلسیؒ ج ۳۷ ص ۱۰۹؛

فہرست مندرجات

عرض ناشر ۷
پیش لفظ ۹
یادگارسفر ۱۵
حجۃ الوداع ... منظراور پس منظر ۲۰
راہ و منزل کی جھلکیاں ۳۱
ام القریٰ... شہرِ امن و امان ۴۸
خوبصورت وادی ۴۶
دلکش آواز ۵۶
نوررسالت کی جلوہ افروزی ۶۲
منشور زندگی ۶۵
فرازمنبرپرنورِرسالت وامامت ۶۹
رازسعادت وہدایت ۷۴
اعلان ولایت کا حسین منظر ۷۷
زبانی اقرار ۸۸

زبانِ رسالت سے صدائے تکبیر ۹۳
خوبصورت وادی میں انوکھی بیعت ۹۷
احساس ذمہ داری ۱۰۵
منابع و مآخذ ۱۱۱

عرض ناشر

غدیر—— تاریخ اسلام کا انتہائی خوبصورت اور حسین موڑ ہے، اسی مقام پر نبوت و رسالت کے تسلسل نے اپنی معراج حاصل کی، الٰہی نظام ہدایت کو بھرپور ارتقاء ملی، گزشتہ شریعت کی بہاروں کا عطر نچوڑا گیا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اس دن سے خوش ہو کر پروردگار نے مسلمانوں پر اپنی نعمتیں تمام کیں اور ان کے لئے اسلام کو بعنوان دین پسند فرمایا۔ جسے دیکھ کر کفار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی مساعی سے مایوس ہو گئے۔

یہ غدیر دین اسلام کی آبرو ہے، یہ پروردگار عالم کے پسندیدہ اور محبوب دین کا سرمایۂ نازش ہے، اسی سے اسلام و مسلمان کی قدریں باقی ہیں۔ آج اسلام کے دامن میں جو کچھ ہے سب غدیر کا صدقہ ہے، مسلمانوں کے تمام فرقوں کے پاس جتنی اسلامی صداقتیں بچی ہیں، وہ سب غدیر کی خیرات ہیں اور ہر کلمہ گو، غدیر کی بھیک لے کر مسلمان ہوا ہے۔

اس لئے غدیر کی معرفت جہاں ہر واقعی مسلمان کی پہچان ہے وہیں عہد حاضر کی شدید ضرورت بھی ہے اس لئے کہ اسلام دشمن طاقتوں نے واقعہ غدیر کے وقوع سے لے کر آج تک جس انداز میں دست درازی کی ہے اور جس طریقہ سے

اس خالص اسلامی واقعہ میں تحریف کرنے کی کوشش ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہونے کے ساتھ ساتھ افسوسناک بھی ہے۔

ہمارے جوانوں کے لئے یہ صورت حال کچھ زیادہ ہی تشویش ناک ہے، وہ جب واقعہ غدیر کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو اختلافی باتیں دیکھ کر بدظن ہو جاتے ہیں اور ابتدائی مرحلہ میں اختلافی باتوں سے الجھنے کے بجائے عدم مطالعہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے میں ضروری ہے کہ ان کو اختلافی باتوں سے دور رکھتے ہوئے خالص واقعہ کو کہانی کی شکل میں پیش کیا جائے تاکہ وہ واقعہ کے حقائق سے آشنا ہو سکیں۔

زیر نظر کتاب میں اسی بات کی کوشش کی گئی ہے، لہجہ آسان رکھا گیا ہے اور انداز بیان ایسا پرکشش اختیار کیا گیا ہے کہ ان کے دل میں مطالعہ کا شوق پیدا ہو۔

یہ دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا کہ اردو زبان و ادب میں اس انداز کی کتابیں شائع نہیں ہوئی ہیں لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ عہد حاضر کے حالات اور ماحول کے پیش نظر ایسے کاموں کی بہر حال ضرورت ہے۔

امید ہے خداوند عالم کی بارگاہ میں ہماری یہ ناچیز کاوش شرف قبولیت سے ہمکنار ہو گی۔

والسلام

شعور ولایت فاؤنڈیشن (لکھنؤ)

پیش لفظ

کیا آپ نے بے جان اور روح سے عاری جسم کو دیکھا ہے ـــــــ؟

پہلی نظر میں ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک زندہ انسان کی طرح آنکھ، کان، منھ، ہاتھ پیر کا مالک ہے۔

لیکن نہ تو وہ دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی سن سکتا ہے، اس کے اندر اپنا دفاع کرنے کی بھی طاقت نہیں، وہ غور و فکر کی صلاحیت سے قطعی عاری ہوتا ہے۔

کیوں ـــــــ؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جسم میں روح نہیں ہے... یہ روح ہے جو جسم کے اعضاء کو قدرت و طاقت دیتی ہے، اگر روح نہیں تو جسم بے جان ہو کر رہ جاتا ہے۔

اسلام میں نماز، روزہ، حج، زکات، خمس و جہاد... سب کچھ ہیں، جو دین کے جسم کو تشکیل دیتے ہیں، جب تک ان اعمال و ارکان میں روح نہیں ہوگی، وہ قدرت و طاقت سے محروم رہیں گے ـــــــ جس طرح ایک بے روح جسم کچھ دنوں بعد تباہی اور ماحول کی آلودگی کا موجب ہو جاتا ہے، اسی طرح ہو سکتا ہے یہ

اعمال و ارکان بھی روح کے بغیر ایک مدت کے بعد معاشرہ میں فساد و تباہی کا موجب ہو جائیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ دین اسلام کی روح کیا ہے ——؟

ذرا قرآن کی آیات اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی احادیث و روایات کا مطالعہ کیجئے، آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دین اسلام کی روح کیا ہے۔

جی ہاں ! دین اسلام کی روح —— "**ولایت**" —— ہے۔

اٹھارہ ذی الحجہ کو غدیر خم نامی جگہ پر سورۂ مائدہ کی تیسری آیت کے نزول کے ذریعہ "ولایت" کو دین کی روح قرار دے کر اسے اکمال دین اور اتمام نعمت کا سبب بتایا گیا ہے۔

جب دین، ولایت سے ہماہنگ اور وابستہ ہو جاتا ہے تو پھر کسی میں اتنی جرائت نہیں کہ وہ دین پر حملہ کر سکے ۔ پروردگار عالم اس دین سے راضی نہیں جو ولایت سے جدا ہو، ایسا دین فساد و تباہی کا موجب ہوتا ہے۔

جی ہاں ! ولایت کی اسی اساسی حیثیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کے ابلاغ و اعلان کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

☆ ☆ ☆

"اے رسولؐ ! اس پیغام کو پہنچا دیجئے جو آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل ہو چکا ہے ...اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا رسالت کا کوئی کام انجام ہی نہیں دیا، اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا"۔

کیاآپ جانتے ہیں کہ جبرئیل امینؑ کتنی مرتبہ یہ آیت لے کر نازل ہوئے...؟

جی ہاں ! جبرئیل غدیر خم کے نزدیک مسلسل تین مرتبہ نازل ہوئے اور خداوند عالم کی جانب سے مذکورہ آیۂ مبارکہ کی وحی کی۔

آخر کیا بات ہے کہ پروردگار اپنے رسولؐ سے اس طرح بات کر رہاہے...؟

کون سا حکم ہے جس کی تبلیغ نہیں کی گئی تو تیئیس سال کی محنت پر پانی پھر جائے گا— سرکار رسالت کا ہر کام...ہر عمل کالعدم ہو کر رہ جائے گا...؟

آخر رسول اکرمؐ اپنے اصحاب کے درمیان اس حکم کے ابلاغ سے اتنا خوف زدہ کیوں ہیں ...؟

جی ہاں !آپ کا تخمینہ صحیح ہے — ہزاروں لوگوں کے درمیان امیر المومنین حضرت علیؑ کی خلافت و لایت کے اعلان و ابلاغ کا مسئلہ ہے —اور اللہ کے رسول اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ کہیں امیر المومنینؑ کی جان خطرہ میں نہ پڑ جائے۔

کیا کوئی اپنوں کے درمیان اس طرح خوف زدہ ہوتا ہے...؟ نہیں، ہر گز نہیں، اگر سبھی اپنے ہوتے تو اللہ کے رسول اس قدر خوف زدہ نہ ہوتے۔ یہ اس بات کی بہترین دلیل ہے کہ ہزاروں لوگوں میں منافقین بھی موجود تھے بلکہ منافقین زیادہ تھے اور مومنین کم ۔انہیں منافقین کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ضمانت لی ہے۔

☆ ☆ ☆

آج ۱۸/ ذی الحجہ کی مبارک تاریخ ہے ـــــ اب اللہ کے رسولؐ کو کفر و نفاق سے کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے کہ خود پروردگار نے تحفظ کی ضمانت لی ہے۔

ذرا جحفہ کے بلند ٹیلوں پر واقع غدیر خم پر ایک نظر ڈالئے ـــــ کچھ درختوں کے سایہ میں ایک پالان شتر کا منبر ہے جس پر اولین و آخرین کا لافانی خطیب رہتی دنیا تک کی انسانیت کو منشور عطا فرمارہا ہے، عقیدہ و عمل، اخلاق و معاشرت، سیاست و ثقافت کے معیار و اقدار کا جنچا تلا نقطۂ ارتکاز ... مہر نیم روز کی جھلسا دینے والی تپش اور تیز شعاعوں میں یہ اعلان لوگوں کے قلب و دماغ میں تحلیل ہو رہا ہے۔

گرمی کی شدت سے تمام لوگ اپنی ردائیں زمین پر بچھا کر بیٹھے ہوئے ہیں، کچھ بے چینی میں پہلو بدل رہے ہیں، پتہ نہیں تیز دھوپ کی بے چینی ہے یا اعلان کی نشتریت ـــــ چاروں طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے، ہر کوئی شدت سے اللہ کے رسولؐ کو دیکھ رہا ہے اور اپنے اپنے اعتبار سے سوچ رہا ہے کہ اللہ کے رسول نے ہمیں اس صحرا میں کیوں جمع کیا ہے۔

کون سا اہم پیغام ہے جس کے ابلاغ کے سلسلے میں خدا نے اپنے حبیب سے اس لہجہ میں بات کی ہے ـــــ؟

شاید ـــــ ہاں ! شاید اللہ کے رسول کی خلافت و جانشینی کا مسئلہ ہے، شاید اللہ کے رسولؐ اپنے بعد لوگوں کے لئے ایک خلیفہ کا تعین کرنا چاہتے ہیں...؟

تبھی آنحضرتؐ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ـــــ

اعلان ولایت کے بعد لوگوں پر اہم ذمہ داری عائد کرتے ہوئے فرمایا:

الا فلیبلغ الحاضر الغائب والوالد الولد الی یوم القیامۃ "خبر دار ! اس پیغام

کو یہاں موجود لوگ، ان لوگوں تک پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں اور قیامت تک ہر باپ اپنے فرزندوں تک یہ پیغام منتقل کرتا رہے "۔

تاریخ کی صدائے بازگشت بن کر یہ اہم ذمہ داری آج بھی ہمارے دل کی سماعتوں کو جھنجھوڑ رہی ہے کہ ہم تبلیغ ولایت کے سلسلے میں ذمہ داری کا احساس کریں اور غدیر کے اہم ترین اور آفاقی پیغام کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے درمیان منتشر کریں۔

زیر نظر کتاب تبلیغ ولایت کے سلسلے میں احساس ذمہ داری کا ایک عملی ثبوت ہے، شاید اس کے ذریعہ سے ہماری جوان نسل کسی حدتک دین کی حقیقت اور اسلام کی روح یعنی ولایت سے آشنا ہوسکے۔

کتاب میں کہانی کا انداز اس لئے اختیار کیا ہے تاکہ جوانوں میں مطالعہ کے دوران دلچسپی برقرار رہے۔اس کے مطالب معتبر منابع سے ماخوذ ہیں، ہم نے ہر صفحہ میں متون کے بعد حوالجات کو نقل کرنے سے اجتناب کیا ہے اس لئے کہ اگر کتاب کے متون کو حوالوں سے پر کیا جاتا تو مطالعہ کے دوران گرانی محسوس ہوتی اور جس مقصد کے لئے یہ انداز بیان اختیار کیا گیاہے ، وہ فوت ہو جاتا۔اسی لئے کتاب کے مطالب کے سلسلے میں استفادہ کی گئی اہم کتابوں کی ایک فہرست آخر میں پیش کی گئی ہے۔

یقین جانیئے ـــــ کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر آپ اپنے نظریات اور مفید مشوروں سے مطلع فرمائیں گے تو ہمیں بے حد خوشی ہوگی ،ہمیں آپ کے مشوروں کا شدت سے انتظار رہے گا۔

امید ہے ہماری یہ ناچیز کاوش تاج دار ولایت کی بارگاہ میں شرف قبولیت سے ہمکنار ہوگی۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ معارف غدیر کی تبلیغ کی توفیق کرامت فرمائے؛ آمین۔

والسلام مع الاکرام

سید شاہد جمال رضوی گوپال پوری

یادگار سفر

فضہ اور عامر بڑے پیارے بچے تھے، دونوں بھائی بہن تھے اسی لئے دونوں میں بڑی اپنائیت اور محبت تھی، فضہ بڑی تھی تقریباً ۱۳/سال عمر ہو گی اور عامر ۹/سال کا تھا—فضہ اور عامر میں ایک فرق تھا، وہ یہ کہ فضہ بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ حساس اور معاملہ فہم ہو گئی تھی، وہ اپنا اچھا برا خوب سمجھتی تھی لیکن عامر کی ذات میں اس کی عمر کے پیش نظر بچکانہ پن کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، وہ بڑا چنچل اور ہنس مکھ تھا، گھر میں اس کی وجہ سے بڑی رونق تھی، گھر کے گوشے گوشے میں اس کی شرارت کے چھوٹے چھوٹے یادگار اور خوبصورت لمحے موجود تھے، حقیقت یہ ہے کہ اس کی چھوٹی چھوٹی شرارتیں ہی گھر میں زندگی کی رمق ڈال دیتی تھیں، اگر وہ دو تین گھنٹوں کے لئے گھر سے باہر جاتا تو گھر کی رونق بھی ساتھ لے جاتا تھا اسی لئے اس کے بغیر گھر سونا سونا سا لگتا تھا۔

آج تو فضہ بھی بہت خوش تھی، ویسے تو وہ بہت سنجیدہ اور متین لڑکی تھی، اسے شور شرابہ پسند نہیں تھا، اس سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرتی تھی۔ لیکن جب اس کی دلی مراد پوری ہوتی تھی تو وہ اس کے اعلان و اظہار میں گھر اور محلّہ سب ایک کر دیتی تھی— آج اس کی خوشی کی وجہ یہ تھی کہ آج وہ اپنی امی

کے ساتھ عمرہ کے لئے مکۂ معظّمہ جا رہی تھی، وہ چاروں طرف گھوم گھوم کر بتانے کے ساتھ ساتھ اپنے سامان کی پیکینگ میں بھی لگی ہوئی تھی، ابّو نے کہہ رکھا تھا کہ کوئی بھی ضروری سامان چھوٹنے نہ پائے، اسی لئے وہ اپنی ضروری چیزیں خوشی خوشی اپنے بیگ میں رکھ رہی تھی۔

اسی وقت کمرے میں ایک آواز گونجی: "فضہ کیسی ہو؟"۔

فضہ نے آواز کی سمت اپنا چہرہ گھمایا۔

"زہرا... تم..."۔ فضہ چیختی ہوئی آگے بڑھی اور اپنی کزن سے لپٹ گئی۔

"آج تم بہت خوش لگ رہی ہو؟" زہراء نے اپنی بہن بلکہ اپنی سب سے اچھی دوست کے چہرے پر بے پناہ خوشی دیکھتے ہوئے انجان بن کر سوال کیا۔

"ہاں! آج میں بہت خوش ہوں، جانتی ہو اب میں مکہ معظّمہ اور کعبہ شریف کو نزدیک سے دیکھ سکتی ہوں"۔ فضہ نے اپنی اندرونی خوشی چھپائے بغیر برجستہ کہا۔

"ارے واہ... یہ تو بڑی اچھی بات ہے ـــــ ہمارے لئے بھی دعا کرنا، ہمیں بھی اللہ کے گھر کی زیارت نصیب ہو"۔ زہرا نے اپنی دلی مراد کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ان شاء اللہ... تمہیں بھی یہ سعادت عنقریب نصیب ہوگی"۔ فضہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر سے اپنی پیکنگ میں مصروف ہوگئی۔

"فضہ جب جہاز میں بیٹھو تو یہ کتاب ساتھ لے جانا، راستہ میں پڑھتی رہنا"۔ تھوڑی دیر بعد زہرا نے اپنی کزن کو ایک کتاب دکھاتے ہوئے کہا۔

"لاؤ دے دو، اپنے ہینڈ بیگ یا پرس میں رکھ لوں گی"۔ فضہ نے کتاب زہرا کے ہاتھ سے لے کر ایک طرف رکھ دی۔

"فضہ اچھی طرح دیکھ لو ساری تیاری ہو گئی ہے نا"۔ابّو نے کمرے میں داخل ہو کر فضہ سے پوچھا۔

"جی ابّو ! میری طرف سے تو تیاری مکمل ہے "۔ فضہ نے ایک سوٹ کیس، ایک شولڈر بیگ اور ایک پرس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

ابّو نے بھی ایک طائرانہ نگاہ سامان پر ڈالی اور اطمینان بخش انداز میں سر ہلا کر کمرے سے نکل گئے : "میں ڈرائیور سے کہتا ہوں "۔

کچھ ہی دیر بعد سارا سامان گاڑی میں منتقل ہو چکا تھا اور فضہ اور اس کی امی تمام لوگوں کو خدا حافظ کہہ رہی تھیں ، سب کو خدا حافظ کہنے کے بعد اس نے پرس اٹھایا اور اپنی دوست زہرا کے ساتھ کمرے سے باہر نکلنے لگی تو اچانک زہرا نے کہا : "لو یہ کتاب تو بھول ہی گئیں"۔ یہ کہہ کر زہراء نے بیڈ پر پڑی ہوئی کتاب اٹھا کر فضہ کے حوالے کر دی ، جسے فضہ نے اپنے پرس میں رکھ لیا۔

گاڑی سڑک پر فراٹے بھرنے لگی کیونکہ ڈرائیور کے کانوں میں ابّو کی آواز گونج رہی تھی کہ قافلہ کے لوگ ایئر پورٹ پر پہنچ چکے ہوں گے اس لئے ہمیں جلدی کرنی چاہیئے۔

ابّو آگے عامر کے ساتھ اور میں پچھلی سیٹ پر امی اور زہرا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی ، راستے بھر ابّو مجھے نصیحتیں کرتے رہے کہ بیٹا ! اپنا بھی خیال رکھنا اور امی کی دوائیوں کا بھی دھیان رکھنا۔ ابّو کہہ رہے تھے کہ میں نے قافلہ سالار کو خاص

طور پر تاکید کر دی ہے کہ تم لوگوں کا خیال رکھے اس کے علاوہ تم لوگ بھی عمرہ اور زیارات کے دوران اچھی طرح دھیان رکھنا۔

بیچ بیچ میں عامر کے شرارت بھرے جملے سب کو ہنسنے پر مجبور کر دیتے تھے، وہ جھنجھلایا ہوا تھا کہ فضہ جارہی ہے اور میں گھر پر رہوں گا۔اسی بات کو لے کر وہ صبح سے چڑچڑے پن کا مظاہرہ کر رہا تھا اور بات بات میں فضہ پر جملہ کس رہا تھا، ایک جملے پر تو سبھی ہنس پڑے، جب ابّو نے فضہ سے کہا کہ اپنا خیال رکھنا اور امی کی دوائیوں کا دھیان رکھنا... تو عامر نے برجستہ کہا: "ہاں !اپنے سے زیادہ امی اور ان کی دوائیوں کا خیال رکھنا"۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ائیر پورٹ پہنچے تو وہاں قافلہ کے دوسرے لوگ بھی پہنچ چکے تھے اور ان کو چھوڑنے والوں کا بھی ایک ہجوم موجود تھا۔

ائیر پورٹ کے اندر جانے سے پہلے فضہ کی آنکھیں بھر آئیں، وہ ابّو اور اپنے پیارے شرارتی بھائی سے پہلی مرتبہ جدا ہو رہی تھی، وہ آگے بڑھ کر ابّو سے لپٹ گئی۔ادھر عامر بھی پہلی مرتبہ اپنی امی سے الگ ہو رہا تھا اس لئے اس کا رونا فطری تھا لیکن اس جدائی کا سارا دوش فضہ کے اوپر ڈال رہا تھا کہ وہی مجھے امی سے الگ کر رہی ہے۔ جسے سن کر سبھی ہنس رہے تھے۔

جب قافلہ سالار اور قافلہ کے کچھ لوگ مل گئے تو ابّو مزید ہدایتیں دے کر عامر اور زہرا کے ساتھ گھر کے لئے روانہ ہو گئے۔

قافلہ سالار نے زائروں کو لاؤنج میں چلنے کی ہدایات دی اور سب لوگ اندر داخل ہو گئے، کچھ دیر کے بعد سب لوگ پہنچ گئے اور سامان اور ٹکٹ کی چیکنگ

وغیرہ کے مراحل سے فارغ ہو کر مختلف صوفوں پر بیٹھ گئے تاکہ جہاز کی روانگی کا اعلان ہو تو باہر نکل جائیں۔ وہاں کچھ لوگوں نے وقت گزاری کے لئے اخبار اٹھا لئے تو کچھ لوگ آپس میں خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔ فضہ پہلے تو بغور آتے جاتے لوگوں کو دیکھتی رہی لیکن پھر یکسانیت سے اکتا کر اس نے بے دھیانی میں اپنا پرس کھولا تو اسے زہرا کی دی ہوئی کتاب نظر آئی۔ اس نے کتاب نکال کر ٹائٹل دیکھا، سر ورق پر نام لکھا ہوا تھا... "غدیرِ مودت"۔

کتاب کی ورق گردانی کے دوران اسے محسوس ہوا کہ کتاب اچھی ہے، پڑھنی چاہئے لیکن قبل اس کے کہ وہ کتاب کا باقاعدہ مطالعہ شروع کرتی، مائیک پر اعلان ہوا کہ عمرہ کے لئے سعودی عرب جانے والی فلائٹ میں سوار ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔

سب لوگ جلدی جلدی اپنا سامان اٹھا کر فلائٹ میں سوار ہونے کے لئے چل پڑے، قریباً بیس منٹ بعد فضہ بھی اپنی امی کے ساتھ جہاز کی سیٹ پر بیٹھ چکی تھی۔ کچھ دیر تک تو وہ جہاز کی سیٹوں کے درمیان موجود پتلی سی گلی میں چلتے ہوئے مردوں اور عورتوں کو دلچسپی سے دیکھتی رہی، پھر اس منظر سے اکتا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں تو گھر کا منظر اس کی آنکھوں میں آگیا، کچھ ہی دیر بعد زہرا کا اور اگلے ہی لمحے اسے اس کی دی ہوئی کتاب کا خیال آیا—"**غدیرِ مودّت**"۔

اس نے عشق اور جذبات کے ساتھ کتاب پرس میں سے نکالی اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ کتاب بہت عمدہ تھی، اس میں غدیر کا پورا واقعہ تمام تر جزئیات کے ساتھ لکھا گیا تھا، وہ کتاب کے مطالعہ میں اس طرح محو ہوئی کہ اپنے آس پاس سے بالکل بے خبر ہو کر کتاب کی دنیا میں کھو گئی۔

حجۃ الوداع ... منظر اور پس منظر

"اے لڑکی ! تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو، تم اکیلی کیوں ہو، تمہارا لباس بھی ہم جیسا نہیں ہے، کیا تم مدینہ سے آئی ہو..."۔

ایک نسوانی آواز فضہ کی سماعت سے ٹکرائی، اس نے آواز کی سمت چہرہ گھمایا، سامنے ایک عورت کھڑی ہوئی تھی، پورا لباس دھول مٹی سے اٹا ہوا تھا لیکن چہرے پر دھول مٹی کے باوجود ایک خاص چمک تھی جو اس کی اندرونی خوشیوں کی غمازی کر رہی تھی، اس کے چہرے کی مخصوص چمک کو دیکھ کر کوئی بھی اندازہ لگا سکتا تھا کہ اسے کوئی عظیم سعادت نصیب ہوئی ہے۔

"تم کس قافلہ سے آئی ہو ... کیا تم یمن سے آئی ہو...؟" فضہ ابھی اس خاتون کو دیکھ رہی تھی اور حالات کو سمجھنے کی کوشش ہی کر رہی تھی کہ اچانک اس عورت نے پھر سوال کر دیا۔

"مم ... میں فضہ ہوں، شاید راستہ بھول گئی ہوں "۔اس نے اٹک اٹک کر جواب دیا۔

"ارے راحیلہ !اس کو کچھ سانس تو لینے دو، کیوں سوال پر سوال کئے جا رہی ہو"۔اس عورت جس کا نام راحیلہ تھا اس کے پیچھے سے ایک دوسری نسوانی آواز سنائی دی جو شاید ان کی سہیلی تھیں۔

جب راحیلہ کا دھیان دوسری طرف ہوا تو فضہ کو اپنی حالت کا خیال آیا، اس نے اپنی موجودہ حالت پر غور و فکر کیا اور اپنے آس پاس کا جائزہ لینا شروع کیا... اس نے چاروں طرف ایک سرسری نظر دوڑائی۔

عجیب سی جگہ تھی، ہر طرف پتھریلی اور ریتیلی زمین پھیلی ہوئی تھی، کہیں کہیں چھوٹے بڑے پہاڑ کھڑے ہوئے تھے جیسے آسمان سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہوں۔ کچھ کھجور کے درخت بھی تھے اور انہیں کے آس پاس ببول کی خاردار جھاڑیاں بھی پھیلی ہوئی تھیں۔پاس ہی ایک صاف و شفاف تالاب تھا جس کے ارد گرد لوگوں کا جم غفیر تھا، لوگ خود بھی پانی سے سیراب ہو رہے تھے اور کاندھے پر موجود مشکیزوں کو بھی بھر رہے تھے۔کچھ لوگ اس پانی سے اپنے ہاتھ پیر دھو رہے تھے، دور سے دیکھنے میں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ وضو کر رہے ہوں۔

ابھی فضہ اپنے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی کہ اچانک راحیلہ کی آواز سنائی دی: "تم نے جواب نہیں دیا، تم کس قافلہ کے ساتھ آئی تھیں، کیا تم یمن سے آئی ہو، میں نے راستہ میں کچھ یمنی دیکھے تھے"۔

"ہاں !میں ابھی ابھی آئی ہوں..."۔فضہ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے گول مول سا جواب دیا۔

"راحیلہ ! یہ تو بتایئے کہ یہ کون سی جگہ ہے اور آج کون سا دن ہے "۔ فضہ نے کچھ دیر کی گفتگو کے بعد بے تکلفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ میدان غدیر ہے اور آج ۱۸/ذی الحجہ ہے ، رسول اللہؐ ابھی مدینہ جاتے ہوئے یہاں سے گزریں گے "۔ راحیلہ نے دور قافلہ کی طرف دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"رسول اللہؐ ... کیا رسول اللہ یہاں تشریف لا رہے ہیں "۔ فضہ کے لہجہ میں بے یقینی تھی لیکن مسرت بھی صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔

"ہاں ! وہ حج کرکے آرہے ہیں ، ہم ذرا ان سے آگے تھے ، ان کے انتظار میں رک گئے ہیں، انہوں نے خود ہمیں یہاں رک کر انتظار کرنے کا حکم دیا ہے... لیکن تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہی ہو؟ کیا تم حج کے موقع پر ہمارے ساتھ نہیں تھیں؟ "۔ عورت نے عقیدت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" اچھا ... اچھا تو یہ حجۃالوداع کا موقع ہے "۔ فضہ نے راحیلہ کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی معلومات کا اظہار کیا۔

"حجۃالوداع ... یہ تم کیا کہہ رہی ہو ... ؟ "راحیلہ نے حیرانی سے پوچھا۔

" نہیں، کچھ نہیں، بس ایسے ہی منھ سے نکل گیا "۔ فضہ نے ٹال دیا۔

"راحیلہ ! کیا تم اپنے سفر کی روداد کو مجھ سے بیان کرنا چاہو گی ، میں سوچ سوچ کر پریشان ہوں کہ تم کب سے رسول اللہؐ کے اس قافلہ میں ہو ، اللہ کے رسول نے حج کا ارادہ کب فرمایا ... ؟ " فضہ نے راحیلہ کو خاموش دیکھ کر اپنے دل کی بات کہہ ہی دی۔

میں ... میں مدینہ سے رسول اللہؐ کے ساتھ ان کے قافلہ میں ہوں"۔ راحیلہ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" راحیلہ !مجھے ذرا تفصیل سے اس سفر کا ماجرہ سنایئے ، میرے لئے یہ واقعات بڑے عجیب و غریب معلوم ہوتے ہیں "۔فضہ نے رگ تجسّس سے مجبور ہو کر پھر سے وہی سوال کیا۔

"دراصل اس سال حبیب خداؐ کی ہجرت کے دس سال مکمل ہوچکے ہیں "۔ راحیلہ نے تفصیل سے بتانا شروع کیا۔"آنحضرت نے مکہ و مدینہ کی تئیس سالہ تبلیغی زندگی میں ہم جیسے حیوان نما انسانوں کو انسانیت کا درس دیا، ہمیں انسانوں کی طرح جینے کا سلیقہ سکھایا، ہمیں اخلاقی زیورات سے آراستہ کیا۔تئیس برسوں میں آنحضرت کی زحمتوں سے قرآن اور اسلامی تعلیمات کا لامتناہی سلسلہ جزیرۃ العرب کی سرحدوں تک پہنچ چکا تھا، قبائل عرب کے پریشاں حال اورآشفتہ دلوں پر نبی کریمؐ کا سکہ بیٹھ چکا تھا، قتل و خونریزی ، سفاکی و بربریت اور جہالت و برادرکشی کی آگ ٹھنڈی ہوچکی تھی ، اسلامی دوستی و برادری کا دل نشین نغمہ ایک بار پھر ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے میں کامیاب ہوچکا تھا۔اس وقت تک اسلامی تعلیمات چاروں طرف پھیل چکی تھیں اور بہت سے قبائل و طوائف نبی اکرم کے سعادت بخش احکام کے سایہ میں آچکے تھے "۔

"راحیلہ سانس لینے کے لئے رکی پھر تھوڑی دیر بعد اپنی بات جاری رکھتے ہوئے گویا ہوئی: "فضہ !جانتی ہو اللہ کے رسول نے ہم لوگوں کو عملی انداز میں زندگی و بندگی کی تعلیم دی ہے ، اخلاق وتربیت کا کوئی بھی گوشہ تشنہ نہیں رکھا

ہے، بڑوں کا کیسے احترام کیا جائے، چھوٹوں سے کیسے پیش آیا جائے، نماز کیسے پڑھی جائے، روزہ کیسے رکھا جائے، یہاں تک کہ کھانے اور پینے کا طریقہ بھی سکھایا ہے!۔ صرف ایک حکم ایسا ہے جسے آنخضرتؐ نے زبان سے بیان کیا لیکن عملی طور سے اس کی تعلیم نہیں دی "۔ راحیلہ بڑے جوش وولولے سے ساری تفصیل بیان کررہی تھی، اس کے لہجے سے رسول خداؐکے لئے تشکر و امتنان جھلک رہا تھا۔

"وہ کون سا حکم تھا جس کی تعلیم اللہ کے رسولؐ نے عملی اعتبار سے نہیں دی تھی"۔ راحیلہ جب سانس لینے کے لئے رکی تو فضہ نے برجستہ پوچھا۔

"حج ــــ وہ حج کا حکم ہے جس کی تعلیم رسول نے عملی طور پر نہیں دی تھی"۔ راحیلہ نے جواب دیا۔

"ہم سب کو شدت سے انتظار تھا کہ رسول خداؐکے ہمراہ حج انجام دینے کی سعادت کب نصیب ہوگی، تبھی ایک دن یہ اعلان ہوا کہ اللہ کے نبی امسال حج کے لئے تشریف لے جائیں گے؛ لمحوں میں یہ خبر باد صبا کے جھونکوں کی طرح صحرا صحرا اور بستی بستی تک پہنچ گئی "۔ راحیلہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا آنخضرتؐ نے صرف مدینہ والوں کے درمیان یہ اعلان کروایا تھا"۔ فضہ نے دلچسپی سے سنتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں... نہیں بلکہ اللہ کے نبی نے تمام اسلامی ممالک میں یہ اعلان کروایا تھا اور بعض جگہوں پر اپنے قاصدوں کے ذریعہ خطوط بھی بھیجے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس حج میں شریک ہوسکیں "۔ راحیلہ نے حقیقت سے آگاہ کیا۔

"پھر کیا ہوا؟"۔ فضہ کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی۔

"لوگ برسوں سے انتظار میں تھے ..."راحیلہ نے بتانا شروع کیا :"لوگوں کو شدت سے انتظار تھا کہ دیکھئے کب نصیب جاگتا ہے اور کس قدر حج جیسی عبادت کے اعمال، سرتاج انبیاء کے سایہ میں ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے ...اب جو اچانک معلوم ہوا کہ سرکار رحمت مآب کے برکت آفریں سفر کا اعلان کر دیا گیا ہے تو لوگوں کو اپنے دل کی مرادیں پوری ہوتی ہوئی دکھائی دینے لگیں، شوق کے دھارے نے تیزی پکڑی، فرط مسرت سے تار دل جھوم اٹھے، سو سینکڑوں نہیں، ہزاروں کی تعداد میں لوگ جیتے جاگتے ارمانوں کے ساتھ ہادی برحق کی راہنمائی میں سر کے بل چلنے کو تیار ہو گئے"۔

کیا سارے مدینے والے اس سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھے ...؟"فضہ نے پھر سوال کیا۔

ایسا کون بدنصیب ہو گا جو اس عظیم سعادت کو اپنے ہاتھوں سے جانے دے گا... لیکن جانتی ہو بعض لوگ اپنی تمام تر دلی خواہشات اور اپنے قلبی جذبات کے باوجود اس عظیم سعادت سے محروم رہے "۔راحیلہ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں ...؟"۔ فضہ کے لہجہ میں حیرت تھی۔

راحیلہ نے کہا:"شاید ان کی قسمت میں اللہ کے نبی کے ساتھ یہ حج انجام دینا نہیں لکھا تھا، جس وقت یہ قافلہ روانہ ہونے والا تھا اس سے کچھ دن پہلے مدینہ میں چیچک کا مرض پھیل گیا تھا، بہت سے لوگ اس کی لپیٹ میں آ گئے تھے، جس

کی وجہ سے وہ اس عظیم سعادت سے محروم رہے جس کا افسوس انہیں پوری زندگی ستاتا رہے گا "۔

"تو کیا مدینہ سے روانگی کے وقت زیادہ لوگ نہیں تھے ؟ "۔فضہ نے تعجب سے کہا۔

" کیسی بات کر رہی ہو..."راحیلہ نے ٹوکتے ہوئے کہا: " اس کے باوجود ٹھاٹھیں مارتے ہوئے عشق و ولا کے سمندر کو اللہ ہی جانتا ہے ،روانگی سے پہلے مدینہ منورہ میں لوگوں کا ہجوم تھا ، چاروں طرف صرف سر ہی سر نظر آرہے تھے،اس مجمع کے وسط میں آنحضرت موجود تھے، جب آپ لبیک کہتے تھے تو چاروں طرف سے ایک غلغلہ انگیز آواز کی بازگشت سنائی دیتی تھی جس سے تمام کوہ وصحراء گونجنے لگتے تھے "۔

"کیا اللہ کے رسولؐ نے روانگی سے پہلے کوئی خاص اہتمام فرمایا تھا؟ "۔ فضہ نے آج تمام تر جزئیات اور اس کی تفصیلات معلوم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

"ہاں...ہاں ! کیوں نہیں ،اللہ کے رسولؐ نے ہفتہ کے دن غسل فرمایا ، پھر ایک اجلی اجلی تہمد باندھ کر صاف و شفاف سی اکہری چادر اپنے دوش اقدس پر ڈالی اور ننگے پیر بیت الشرف سے باہر تشریف لائے "۔راحیلہ تھوڑی دیر کے لئے رکی اور پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر گویا ہوئی : " فضہ !میں وہ منظر بھلائے نہیں بھول سکتی ، اے کاش !تم بھی وہاں ہوتیں، کتنا خوشگوار منظر تھا ، بیت الشرف سے اللہ کے رسول کے باہر آنے کا منظر ...ایسا لگ رہا تھا جیسے ایک نور ساطع ہو رہا ہے ، میں اس وقت حضورؐ سے بہت دور تھی لیکن اس نور اور اس کی

نورانیت کو اپنے قریب محسوس کر رہی تھی، اس نور کی چمک سے پورا مدینہ نورانی ہو رہا تھا، سورج کی روشنی اس نور کے آگے پھیکی پڑ رہی تھی...لوگوں کی حالت تو غیر تھی، جیسے ہی آنحضرت کا نورانی چہرہ انہیں نظر آیا، تکبیر کی آواز سے مدینہ کی گلی گلی گونجنے لگی، سب کے چہرے خوشی سے ٹمٹا رہے تھے، کچھ رخساروں پر خوشی کے آنسو صاف دیکھے جاسکتے تھے ،نہ جانے رسول خداؐ کی زیارت کی خوشی تھی یا پھر آپ کے ہمراہ حج جیسی عظیم عبادت کے ارکان و اعمال انجام دینے کی مسرت...ایسا لگ رہا تھا جیسے لوگ فرط مسرت سے رسول کے قدموں پر اپنی جان نچھاور کر دیں گے "۔

فضہ نے راحیلہ کی آنکھوں میں آنسو کی نمی محسوس کی ، اس کی اپنی کیفیت بھی غیر تھی لیکن اس نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے پوچھا: راحیلہ !کیا تمہیں یاد ہے کہ اللہ کے نبی مدینہ منورہ سے کب روانہ ہوئے ...؟"۔

"ہاں !مجھے اچھی طرح یاد ہے ، وہ ۲۶/ذیقعدہ کی تاریخ تھی ، ہفتہ کا دن تھا اور یہی کوئی ۱۰/بجے کی گھڑی تھی جب آنحضرت مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے ، آپ کے ہمراہ آپ کی ازواج بھی تھیں ، ان کے علاوہ اہل بیتؑ بھی شامل تھے ، بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی آپ کے ہمراہ ہودج بھی موجود تھیں "۔ایسا لگ رہا تھا جیسے پورا منظر راحیلہ کی آنکھوں میں گردش کر رہا ہو۔

" قافلہ والے اس اجتماع سے بہت خوش تھے..."راحیلہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولی : "وہ اس سفر سے بے حد مسرور تھے، یہ اجتماع نہ صرف عربوں کی تاریخ میں بے مثال اور یادگار حیثیت کا حامل تھا بلکہ اس نے مختلف علاقوں اور

شہروں سے لاکر تمام لوگوں کو ایک پرچم تلے جمع کر دیا تھا ، ان سب کا ایک ہی ہدف اور مقصد تھا اور یہ سبھی اللہ کے رسول کے ساتھ ایک ہی قسم کے کلمات دہراتے اور زمزمہ کرتے جارہے تھے "۔

"راحیلہ ! یادداشت پر زور دے کر بتاؤ کہ رسول خداؐ کے ہمراہ لوگوں نے کون سے کلمات دہرائے "۔ فضہ نے راحیلہ کی بات کاٹتے ہوئے سوال کیا۔

تمام کلمات تو یاد نہیں ، شاید ذہن پر زور دینے سے یاد آجائے لیکن اتنا اچھی طرح یاد ہے کہ آنخضرتؐ خداوند عالم کی وحدانیت کا تذکرہ فرمارہے تھے ... ایک منٹ ... "۔ راحیلہ نے ہاتھ کے اشارے سے فضہ کو روکتے ہوئے کہا : مجھے یاد آرہا ہے ؛ ہاں ! لوگ آپس میں زمزمہ کر رہے تھے : "لبیك اللهم لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لاشریك لك لبیك "۔

اے خدا ! میں تیرے در پہ جواب دینے کے لئے حاضر ہوں ، میں دل و جان سے حاضر ہوں ، بے شک تیرا کوئی شریک نہیں ہے ، میں تیرے حکم اور تیری دعوت پر لبیک کہتا ہوں ، تمام تعریفیں ، ساری نعمتیں اور ملک و سلطنت تیرے لئے ہیں ، اے خدا ! میں دل و جان سے حاضر ہوں اور اطاعت کے لئے تیار ہوں "۔

"کیا حضرت علی علیہ السلام قافلہ میں موجود نہیں تھے ؟ " فضہ نے اپنی الجھن دور کرنے کے لئے سوال کیا۔ " تم نے قافلہ والوں کا تذکرہ کرتے وقت ان کا تذکرہ کیوں نہیں کیا۔

" نہیں ! مولا علی علیہ السلام ہمارے ساتھ قافلہ میں نہیں تھے " راحیلہ نے بتایا۔

"ورنہ میں ایک عظیم عبادت سے محروم کیوں رہتی، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے، میں اپنی اس عبادت کا تذکرہ ضرور کرتی"۔

"تم نے ابھی بتایا کہ مدینہ کے آس پاس بلکہ دور دراز علاقوں سے بھی لوگ حضور کی قیادت میں حج انجام دینے کے لئے آئے تھے پھر مولا علیؑ ان کے ہمراہ کیوں نہیں تھے، وہ تو ہمیشہ ہمارے پیارے نبیؐ کے ساتھ رہتے تھے، ان سے ایک لمحہ کے لئے جدا نہیں ہوتے تھے"۔ فضہ کو قافلہ میں حضرت علیؑ کے نہ ہونے پر بڑی حیرت تھی۔

"اصل میں بات یہ ہے کہ حضور اکرمؐ نے ان کو اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے یمن بھیج دیا تھا، اس لئے کہ حجاز میں اکثر جگہوں پر اسلام پہنچ چکا تھا لیکن یمن میں اسلام نہیں پہنچا تھا، وہاں اسلام کی تبلیغ کی شدید ضرورت تھی"۔ راحیلہ نے وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال سے مولا علیؑ کو اتنے اہم سفر میں حضور کے ساتھ ہونا چاہئے تھا، وہاں تبلیغ کے لئے کوئی اور چلا جاتا"۔ فضہ کو اب بھی حیرت تھی۔

"تم نے صحیح کہا"۔ راحیلہ نے تائید کرتے ہوئے کہا: "لیکن مولا علیؑ کا وہاں جانا ضروری تھا اس لئے کہ حضورؐ نے کچھ دنوں پہلے خالد بن ولید کو وہاں اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن چھ مہینے یمن میں رہنے کے باوجود وہ ایک شخص کو بھی مسلمان نہیں کر پائے اسی لئے حضور اکرمؐ نے مولا علیؑ کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا"۔

"جانتی ہو..."راحیلہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولی : "پیارے نبیؐ اپنا ہر اہم اور ضروری کام مولا علیؑ سے کرواتے تھے ، اسی لئے آپ نے یمن میں اسلام کی تبلیغ کے لئے مولا کا انتخاب فرمایا"۔

"حضورؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے پاس بلا کر فرمایا: اے علیؑ ! میں تمہیں یمن بھیجنا چاہتا ہوں تا کہ تم یمن والوں کو اسلام کی دعوت دو اور ان کے درمیان دین کے معارف کی تبلیغ کرو"۔راحیلہ نے تفصیل سے بتایا۔

"اچھا___اسی لئے مولا علیؑ سفر حج پر رسول اکرمؐ کے ہمراہ نہیں تھے"۔ فضہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! یہی وجہ تھی "___ راحیلہ نے تائید کرتے ہوئے کہا: "اور بتایا جاتا ہے کہ جب مولا علیؑ سفر پر جانے کے لئے تیار ہو کر حضور اکرمؐ کی خدمت میں آئے تو آپ نے گلے لگا کر خدا حافظی کرتے ہوئے مولا سے فرمایا: اے علیؑ ! اگر تمہارے ہاتھوں سے خداوند عالم ایک شخص کی بھی ہدایت کرے تو یاد رکھو وہ تمہارے لئے پوری دنیا سے زیادہ اہمیت کا حامل ہونا چاہیئے"۔راحیلہ نے مزید بیان کیا۔

راہ و منزل کی جھلکیاں

ابھی فضہ اور راحیلہ آپس میں باتیں کر رہی تھیں اور حجۃالوداع کی تفصیل سے معنوی لطف اٹھا رہی تھیں کہ دور سے چیختا ہوا ایک آدمی نظر آیا ...زیادہ فاصلہ ہونے کی وجہ سے اس کی باتیں سنائی نہیں دے رہی تھیں ، لیکن ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی اہم خبر سنا رہا ہو، اس لئے کہ وہ جہاں سے گزر رہا تھا لوگ غور سے اس کی باتیں سن رہے تھے اور ان کے چہروں پر حیرت و استعجاب اور خوشی کے تأثرات آ جا رہے تھے۔

فضہ اور راحیلہ بھی چند قدم آگے بڑھیں تاکہ اس کی باتیں سن سکیں، جب وہ شخص قریب آیا تو اس کی مبہم آواز صاف سنائی دینے لگی، وہ کہہ رہا تھا: "لوگو !اللہ کے رسول فرما رہے ہیں کہ سب لوگ اسی میدان میں رک جائیں ، آگے بڑھ جانے والے واپس لوٹ آئیں اور پیچھے رہ جانے والوں کا انتظار کیا جائے ، مجھے یقین ہے کہ کوئی خاص بات ہے تبھی رسول خداؐ نے یہ حکم دیا ہے "۔

وہ شخص پھولی ہوئی سانس کے ساتھ جلدی جلدی بتاتے ہوئے آگے بڑھ گیا اور اپنے پیچھے سننے والوں کے لئے سوچ کا لامتناہی سلسلہ چھوڑ گیا، سبھی سننے والے پریشان تھے کہ اللہ کے رسولؐ نے اس تپتے ہوئے صحرا میں لوگوں کو رکنے کا حکم

کیوں دیا ہے ، ایسی کیا خاص بات ہو گئی کہ آپ نے اچانک رکنے کا حکم دیا، کیا کوئی شریعت نازل ہوئی ہے یا خداوند عالم نے کوئی نیا فرمان نازل فرمایا ہے؛ آنحضرتؐ تو اپنی زندگی میں تقریباً تمام احکام کی تبلیغ فرما چکے ہیں پھر اچانک اس میدان میں رکنے کا حکم کیوں دیا....

ایسے ہی بہت سے سوالات ذہنوں میں اٹھ رہے تھے ، سبھی سوالیہ انداز میں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ رہے تھے لیکن جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔ قافلہ آہستہ آہستہ قریب آرہا تھا، راحیلہ کی جاننے والی کچھ عورتیں بھی اس قافلے کے ساتھ تھیں، پیچھے رہ جانے کی وجہ سے راحیلہ کا ساتھ چھوٹ چکا تھا،وہ عورتیں راحیلہ کو دیکھ اسی طرف آنے لگیں۔ فضہ کی نگاہیں قافلے والوں کے چہروں کا جائزہ لے رہی تھیں۔

ان میں سے ایک عورت نے کہا: میں نے اللہ کے رسول کا فرمان اپنے کانوں سے سنا ہے۔

"انہوں نے اور کیا فرمایا"۔راحیلہ نے اپنی بڑھتی الجھن دور کرنے کے لئے سوال کیا۔

"میں نے صرف یہی سنا پھر اللہ کے رسول کی دلفریب آواز سن کر سبھی ان کی طرف ٹوٹ پڑے اسی لئے میں کچھ اور نہیں سن سکی"۔اس عورت نے نہ سننے کی وجہ بتائی۔

"لیکن میں نے ایک بزرگ صحابی کو کہتے سنا ہے ..."ایک دوسری عورت نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا: " میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول

فرمارہے تھے کہ ابھی ابھی جبرئیل امین نازل ہوئے تھے اور انہوں نے اللہ کا فرمان پہنچایا ہے کہ اے حبیب !آپ وہ پیغام لوگوں کے درمیان پہنچادیجئے جس کا حکم دیاجاچکاہے۔

"وہ کون سا حکم ہے جسے آنحضرت نے ابھی تک نہیں پہنچایا "۔راحیلہ نے تعجب خیز لہجہ میں کہا۔

لیکن فضہ کی الجھن دو گنی ہو گئی، وہ اس اچانک رکنے کے فرمان سے تو الجھن میں تھی ہی اسی کے ساتھ اسے اس بات کی بھی الجھن تھی کہ اللہ کے رسول نے مدینہ سے مکہ تک کا سفر کیسے طے کیا اور مکہ معظّمہ میں کس طرح حج کے ارکان انجام دیئے، کیا اس دوران آپ نے کوئی خصوصی حکم بھی دیا ....لوگوں نے آنحضرتؐ کی ہمراہی کا لطف کیسے اٹھایا ...۔

یہ سارے سوالات فضہ کے ذہن میں سر اٹھارہے تھے، لیکن وہ مجبور تھی، راحیلہ کو اپنی طرف متوجہ کرے توکیسے کرے،اس اجنبی نے گفتگو کا سلسلہ پوری طرح منقطع کردیا تھا، فضہ ابھی اپنی سوچوں میں مستغرق تھی کہ اچانک راحیلہ نے متوجہ کیا: فضہ کہاں ہو ...؟

"آں...ہاں !کچھ نہیں، میں الجھن میں ہوں ..."۔فضہ نے اپنے دل کی بات کہہ ہی دی۔

"الجھن تو ہم سبھی کو ہے کہ اللہ کے رسول نے یہ فرمان کیوں صادر کیا"۔ ایک خاتون نے برجستہ کہا۔

"میری الجھن، تمہاری الجھن سے مختلف ہے "۔ فضہ نے سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں !بولو... تمہاری الجھن کیا ہے ...؟"۔ ایک عورت نے مشفقانہ لہجہ میں سوال کیا۔

"راحیلہ مجھ سے حجۃ الوداع کاواقعہ بیان کررہی تھی ، وہ مجھ سے ساری تفصیلات شئیر کررہی تھی کہ اچانک اس اجنبی نے ہماری گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیا،اب میں الجھن میں ہوں کہ آنحضرتؐ نے یہ سفر کیسے طے کیا اور کس طرح حج کے ارکان انجام دیئے "۔ فضہ نے مختصر طور پر اپنامدعا بیان کیا۔

"کیا ... تمہیں نہیں معلوم کہ آنحضرتؐ نے کس طرح حج کے ارکان انجام دیئے ، کیا وہ روح پرور مناظر کبھی بھلائے جاسکتے ہیں ..."۔ایک عورت نے حیرت کااظہار کیا۔

"نہیں... نہیں ایسی بات نہیں ہے ، اصل میں یہ ابھی ابھی یہاں پہنچی ہے ..." راحیلہ نے فضہ کی طرف سے صفائی پیش کی۔

"اچھا... تو ... یہ بات ہے "۔ایک عورت نے سر ہلایا۔

"ارے ہم اس واقعہ کو کیسے بھول سکتے ہیں ، یہ واقعہ اور اس کے جزئیات تو ہماری رگ رگ میں بس چکے ہیں "۔ایک عورت نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا: "آہ !وہ کیسا دلفریب منظر تھا، کیسی روح پرور فضا تھی ، ایک عجیب سا معنویت سے بھرپور ماحول تھا، پورا مدینہ "لبیك اللهم لبیك" کی آواز سے گونج رہا تھا، ہر شخص ایک انہونی طاقت کے زیر اثر اللہ کے رسول کی طرف کھینچا چلا جارہا تھا، سبھی اپنی قسمت پر نازاں تھے کہ آج پہلی مرتبہ نبی کریم کے ہمراہ حج کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔پھر ہزاروں کی تعداد میں لوگ اسی آواز کا زمزمہ کرتے ہوئے نبی کریم کی قیادت میں راستہ طے کرنے لگے "۔

"مدینہ سے مکہ تک کا یہ سفر دس دنوں میں طے ہوا "۔ راحیلہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"سب سے پہلے آنحضرتؐ نے کہاں پڑاؤ ڈالا ...؟"۔ فضہ نے راحیلہ سے سوال کیا۔

"اللہ کے رسول دوپہر کے وقت مدینہ سے چلے اور عصر کے وقت "ذوالحلیفہ" میں پہنچے "۔راحیلہ نے بتایا۔

"رسول خداؐ نے اس جگہ کو میقات قرار دیا "۔ ایک دوسری عورت نے معلومات میں اضافہ کیا۔

"یہ میقات کیا ہے ...؟"۔ فضہ نے اسی عورت سے سوال کیا۔

" ارے تمہیں نہیں معلوم ...جو لوگ یثرب سے حج کے لئے جاتے ہیں انہیں یہاں رک کر حج کے قاعدوں پر عمل پیرا ہونے کی نیت کرنی پڑتی ہے اور یہیں سے احرام باندھا جاتا ہے "۔اس عورت نے فوراً جواب دیا۔

"اس جگہ اللہ کے رسولؐ نے منزل کی، غسل فرمایا اور پھر احرام کے کپڑے زیب تن کئے...آنحضرتؐ کی تقلید کرتے ہوئے قافلہ میں موجود سبھی نے غسل کے بعد احرام کے کپڑے پہنے "۔راحیلہ بتارہی تھی۔

"پھر کیا ہوا ....؟"۔ فضہ کے لہجے میں والہانہ پن تھا۔

راحیلہ بتانے لگی :"حضورؐ نے رات یہیں بسر کی، صبح تڑکے یہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور اتوار کے دن سورج چڑھنے سے پہلے "یلملم" کو شرف قدوم بخشا، پھر قافلہ یہاں سے بڑھا تو رات کو نماز اور خاصے کی غرض سے کچھ دیر کے

لئے " شرف السیالہ "میں رکا، فریضۂ سحری "عرق الظبیہ " میں ادا کیا اور نسیم صبحگاہی کے ساتھ یہ کارواں "روحاء "میں تھا، وہاں سے چلا تو تیسرے پہر کو عصر کی نماز کے لئے چند لمحے "منصرف " میں صرف ہوئے، مغرب و عشاء کی نماز اور رات کے کھانے کے لئے " متعشی " میں قیام ہوا پھر تاروں کی چھائوں میں موکب رسالتؐ نے منزل "اثابہ " کو عزت بخشی اور جس وقت نیّر مشرق اپنی سنہری کرنوں کو فرش راہ بنانے کی کوشش کر رہا تھا، منزل " عرج " غبار کارواں کو دیکھ کر " چشم ما روشن دل ما شاد "کا ورد کر رہی تھی، منگل کے دن صاحب معراج نے "لحہ جمل "میں نزول اجلال فرمایا، بدھ کو "سقیا" میں قدرے استراحت فرمائی، شب کا بیشتر حصہ "رستے " میں گزرا اور جمعرات کو پچھلے پہر آنحضرتؐ کی سواری "ابواء "پہونچ گئی"۔

راحیلہ تھوڑی دیر دم لینے کے لئے رکی تو ساتھ میں موجود ایک معمر خاتون نے کہا: "بیٹی ! جانتی ہو... ابواء میں حضور کی والدہ گرامی کا مزار مقدس ہے، جب سرکار رسالت مآبؐ اس جگہ پر پہونچے تو آپؐ نے سب سے پہلے اپنی والدہ محترمہ کے مزار اقدس کی زیارت کی اور مزار کے قریب ہی دو رکعت نماز ادا کی، نماز کے بعد آنحضرتؐ کافی دیر تک دعا و مناجات میں مشغول رہے "۔

فضہ نے نئی معلومات پر اس معمر خاتون کو تشکر آمیز نظروں سے دیکھا پھر راحیلہ سے مخاطب ہو کر بولی : راحیلہ ! پھر کیا ہوا...؟

راحیلہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولی : " جمعہ کے دن قافلہ " جحفہ "میں تھا، ہفتہ کے روز " قدیر " میں پڑاؤ ڈالا، اتوار کو " عسفان " میں اور یہاں سے

مسافروں نے ذرا تیز چل کر "مرّالظہران" میں دم لیا، پھر یہاں تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد "سرف" کا رخ کیا، یہاں پہونچتے پہونچتے سورج غروب ہو چکا تھا مگر نبی اکرمؐ نے سرف میں نماز مغرب نہیں پڑھی بلکہ خاصی راہ طے فرما کر مکہ کی پہاڑیوں کے پاس فریضۂ نماز ادا کیا اور رات کو یہیں آرام فرمایا.... اور پھر منگل کی صبح کو آنحضرتؐ اپنی شوکت و حشمت اور جاہ و جلال کے ساتھ مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے"۔

ام القریٰ...شہرِ امن و امان

مکہ...انتہائی مقدس شہر ہے، یہ سبھی کے لئے جائے امن و امان ہے، اس میں امنیت ہے، تقدس ہے، روحانی و معنوی بلندی ہے، تمام زمینوں کی سردار ہے، اس سرزمین کو پوری دنیا میں مرکزی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے، اس کا ایک مخصوص اور منفرد مرتبہ و مقام ہے... عجیب سی کشش ہے اس سرزمین میں جس کی وجہ سے ہر کوئی اس کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے۔

یہ سرزمین اپنے لافانی روحانی مقام و مرتبہ، اپنے تقدس اور مرکز انسانی کے اعتبار سے کرۂ ارض کے آب روحانی کے جستجو گروں کا وہ تاریخی سرچشمہ ہے جو صدیوں سے شمال، جنوب، مشرق اور مغرب کو اپنے ساتھ جوڑے ہوئے ہے، یہ اس کا بلند مقام و مرتبہ اور روحانی مرکزیت ہے کہ یہ جگہ صدیوں سے عرب و عجم کی نگاہوں کا تارہ بنی ہوئی ہے۔

مکہ معظّمہ کا زمین پر جتنا مقام بلند ہے اسی طرح اس کے زمان و مکان کی تاریخ بھی انتہائی منفرد اور بے نظیر ہے، روح کی تسکین کے متلاشی ہر دور اور ہر زمانے میں کرۂ زمین کی دور دراز گھاٹیوں سے ناتواں اور توانا جانوروں پر سوار اور پیادہ سفر کرتے، طویل مسافتوں کی صعوبتیں اٹھاتے، گرتے سنبھلتے لیکن دیار محبوب

میں حاضری کے مشتاق کئی کئی ماہ کے بعد بالآخر اس کے دیدار کا شرف حاصل کرنے کی سعادت سے فیضاب ہو جاتے۔

اسلام کے ظہور سے قبل مکہ کو "ام القریٰ" کہا جاتا تھا، یعنی شہروں کا مرکز، یہ شہر ہمیشہ سے تجارتی اہمیت کا حامل رہا ہے، چاروں طرف سے صحرائی وادیاں ہونے کے باوجود اس مختصر سی سماجی اور جغرافیائی حیثیت نے اس شہر کو لوگوں کی نظروں میں نمایاں رکھا، اسلام سے پہلے اور بعد میں بھی دشمن طاقتیں اس سرزمین کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتی تھیں لیکن اللہ نے ہمیشہ اس مقدس شہر کی حفاظت فرمائی۔

دنیا کی تمام زمینوں میں اس سرزمین کی اہمیت و عظمت کی وجہ "کعبہ" ہے، چند پتھروں سے بنے ہوئے اس گھر میں کیا کچھ نہیں ہے...؟ دنیا جہاں کی عظمتیں، اہمیتیں، رفعتیں... اس میں سمٹی ہوئی ہیں، اسے خداوند عالم نے اپنا گھر کہا ہے، یہ ایک مقدس اور بابرکت گھر ہے جہاں ہر سال حج کے موقع پر لاکھوں مسلمان جمع ہوتے ہیں اور کعبہ کی زیارت کے ذریعہ اپنی روح کو سکون پہنچاتے ہیں، دیدار کعبہ کے عاشقوں کو نہ تو ٹھٹھرتی سردی روک پائی اور نہ ہی کھال ادھیڑ دینے والی تپش اور گرمی آڑے آئی، ہر کوئی قافلے کی صورت میں تقویٰ کو اپنا زاد راہ بنائے اس چشمۂ صافی سے فیضیاب ہونے کے لئے سفر کرتا ہے، سب کا اہم ترین مقصد روحانی بالیدگی حاصل کرنا ہوتا ہے...بلکہ کچھ تو اکیلے ہی کشاں کشاں اس امید میں چلے آتے ہیں کہ اس مقدس اور بابرکت گھر کی ایک جھلک ہی دیکھ لیں۔

یہ کعبہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ متبرک اور محترم مقام ہے ، جسے اللہ کے حکم سے ایک معصوم نبی جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے معصوم بیٹے جناب اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر تعمیر کیاہے ،اس مقدس گھر کی تعمیر کے بعد خداوند عالم نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو حج کی دعوت دیں ...اور پھر اللہ کے نبیؑ نے خوبصورت انداز میں لوگوں کے درمیان خداکا یہ پیغام پہنچایا اور انہیں حج کی دعوت دی پھر کیا تھا لوگ جوق در جوق کعبہ کی طرف آنے لگے اور خلوص و محبت سے بنایا گیا گھر لوگوں کی نگاہوں کا مرکز اور قلب و روح کی تسکین کا ذریعہ بن گیا، لوگ طواف خانہ کعبہ کرکے خدا کی بارگاہ میں اپنی بندگی کا فریضہ ادا کرتے رہے ، اس طرح کافی دنوں تک اس گھر کے آس پاس رونق رہی ... لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ دین ابراہیمی سے منحرف ہونے لگے اور خدائے یکتا کی عبادت و ریاضت کو چھوڑ کر کئی کئی خداؤں کی عبادت کرنے لگے۔

رسول خداؐ کی آمد سے قبل عربستان کی حالت ناگفتہ بہ تھی،اس وقت عرب معاشرہ کو کفر و جہالت کی تاریکی اپنی لپیٹ میں لئے ہوئی تھی ،وہاں جناب آدمؑ کی اولادیں تھیں لیکن ان میں آدمیت جیسی چیز نام کو نہیں تھی ،انسان نما حیوان اس کرۂ ارض پر بری طرح رینگ رہے تھے اور عریض و بسیط زمین پر چپکے ہوئے بد نما داغ بنے ہوئے تھے،چوری ،رہزنی ،قمار بازی ، قتل و غارت گری اور گمراہی و ضلالت جیسے بدترین افعال ان کا شیوہ تھے اور بت پرستی ان کا مذہب بنا ہوا تھا، یہ حقیقت ہے کہ اس وقت دنیا دین حق اور رہبر کامل سے بالکل خالی تھی۔ایسے

میں رحمت کل کے دریائے لازوال کو جوش آیا اور اس نے اپنی بھرپور رحمت و عطوفت کے سایہ میں ان چوروں ،راہزنوں، سرکشوں، بت پرستوں اور بے دینوں کی ہدایت ورہبری کے لئے ہمارے پاک نبی کو ایک مکمل اور جامع دین کے ساتھ مبعوث کیا۔

جی ہاں !اس سرزمین کی اہمیت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس پر ہمارے اور آپ کے پیارے نبی حضرت محمدؐ پیدا ہوئے ، یہ ہمارے نبی کی جائے پیدائش ہے ، اسی سرزمین پر آنحضرتؐ نے آنکھیں کھولیں اور یہیں پر پلے بڑھے ہیں ، اسی سرزمین پر اسلام کا پرچم بلند کیا اور لوگوں کو حیوانیت کی گہری کھائی سے نکال کر انسانیت و شرافت کی خوشگوار وادی میں پہونچایا اور جو لوگ زندگی کے مفہوم سے آشنا نہیں تھے انہیں جینے کا سلیقہ سکھایا، انہیں بتایا کہ ایک معاشرہ میں اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کے لئے کیسے زندگی گزاری جاتی ہے۔

رسول خداؐکی سیرت و کردار کا جادو آہستہ آہستہ پورے عربستان کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا بلکہ عربستان کی سرحد سے نکل کر دوسروں کو بھی اپنا گرویدہ بنا رہا تھا ، یہ چیز جہاں اسلام و مسلمان کے لئے خوشگوار تھی وہیں اسلام دشمن طاقتوں کے لئے انتہائی تشویش ناک بھی تھی ، اسی لئے وہ آئے دن شمع رسالت کو گل کرنے کے لئے نئے نئے ہتھکنڈے اپنا رہے تھے ، نئی نئی سازشیں رچ کر اسلام کو کمزور بنانے کی کوشش کر رہے تھے ، پہلے دشمن سامنے سے آتے تھے تو ان کی شناخت آسان تھی لیکن اب دشمنوں نے چھپ کر وار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا جس سے آنحضرتؐ کی جان کو بہت زیادہ خطرہ تھا اسی لئے خداوند عالم نے حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کو لے کر مدینہ کی جانب ہجرت کریں۔

پھر رسولؐ نے دین اسلام کی حفاظت کے لئے اپنے پیارے وطن کو خیر آباد کہنا گوارا کیا ...اس وقت آنخضرتؐ کی دلی کیفیت کیا تھی اسے بیان نہیں کیا جاسکتا، اس سرزمین سے آپ کی بہت سی یادیں اور یاداشتیں وابستہ تھیں، یہ آپ کا آبائی وطن تھا، اس سرزمین پر آپ نے آنکھیں کھولی تھیں، بچپن کے ایام گزارے تھے اور یہیں پر جوانی کی رعنائیاں دیکھی تھیں ...وطن چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہونا کتنا سخت اور دشوار ہوتا ہے یہ وہی بتا سکتا ہے جو اس سخت ترین مرحلے سے گزر چکا ہو۔

آنخضرتؐ کے لئے یہ مرحلہ بڑا دشوار تھا لیکن آپ اسلام کی بقا وسلامتی کے لئے یہ کڑوا گھونٹ پینے کے لئے بھی تیار ہوگئے اور کچھ مسلمانوں کو لے کر نم آنکھوں کے ساتھ اپنے آبائی وطن کو الوداع کہہ دیا۔

فطری بات ہے کہ انسان مشکلات اور مجبوریوں کی وجہ سے اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے لیکن اس کا دل اپنے وطن ہی میں رہتا ہے، اس سے مربوط کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو اس کی روح بلافاصلہ وہیں پہنچ جاتی ہے، آنخضرتؐ مشکلات کی وجہ سے مدینہ پہنچ چکے تھے، لیکن ان کا دل اپنے وطن کو دیکھنے کے لئے بے قرار تھا، گاہے بگاہے اپنے آبائی وطن اور حرم الٰہی کو دیکھنے کے لئے بے چین رہتے تھے لیکن دین اسلام کی تبلیغ واشاعت اور دفاعی جنگوں میں ایسے الجھے کہ کبھی مکہ جانے کا موقع نہیں ملا۔ ۷ ہجری میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے لیکن مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی صلح کرکے واپس ہوگئے، یہ آنخضرتؐ کی دوسری قربانی تھی جو آپؐ نے پیش کی،

وطن قریب تھا، دوقدم کے فاصلہ پر ہونے کے باوجود آپ نے دین اسلام کی بقااور حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے اپنے دل پر پتھر رکھ کر دور سے مکہ کی ایک جھلک دیکھی اور مدینہ واپس آ گئے۔

آج ـــــ ۱۰ھ ہجری کو رسول خداؐ حجۃ الوداع کے موقع پر دوبارہ اپنے وطن کی سرزمین پر قدم رکھ رہے تھے اور برسوں بعد ایک بار پھر حرم الٰہی اور مرکز امن وامان خانۂ کعبہ کی زیارت کرنے والے تھے، اس وقت آنحضرتؐ کے دل کی کیفیت عجیب تھی، حرم الٰہی نظروں کے سامنے تھا، آس پاس چاہنے والوں کا ہجوم تھا، دشمنوں کا دور دور تک کوئی پتہ نہیں تھا، پوری طرح امن و امان ...ایسے میں آنحضرتؐ آہستہ آہستہ "لبيك اللهم لبيك" کی دلنشیں صداؤں کے ساتھ اللہ کے گھر کی طرف بڑھ رہے تھے، آپ کی ایک آواز پر ہزاروں آوازوں کی بازگشت سنائی دیتی تھی، چاہنے والے حلقہ کئے ہوئے حج کی عظیم سعادت سے بہرہ مند ہونے والے تھے...وہ بھی بہ نفس نفیس رسول خداؐ کی ہمراہی میں... کتنا خوشگوار منظر تھا...اس وقت رسول مقبولؐ کے وجود کی فرحت بخش چھاؤں میں تکبیر و تقدیس اور تسبیح و تہلیل کی روح پرور صداؤں سے یوں لگ رہا تھا جیسے "ام القریٰ" زمین کے بجائے آسمانوں کی کوئی بستی ہو، ایک حسین اور پرسکون وادی۔

☆ ☆ ☆

راحیلہ حجۃ الوداع کی روداد سفر بیان کرتے ہوئے شاید مکہ معظّمہ کی انہیں عظمتوں اور رفعتوں میں کھو گئی تھی، اس سفر میں اس نے پہلی مرتبہ خانۂ خدا کی

زیارت کی تھی، وہ بھی رسول خداؐ کی قیادت اور ہمراہی میں... خانۂ خدا کی پہلی مرتبہ زیارت اور رسول خداؐ کے ساتھ اس عظیم سعادت کے حصول نے اس کی روح کے تار پود جھنجھوڑ کر رکھ دیئے تھے، مکہ کی سرزمین پر پہنچتے ہی وہ ہواؤں میں اڑ رہی تھی، ہزاروں کے ہجوم میں اس نے بھی پہلی مرتبہ خانۂ کعبہ کو دیکھا تھا اور شدت جذبات سے اس کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں... جیسے جیسے قریب ہوتی دل کی کیفیت دگرگون ہوتی جاتی تھی... فضہ سے حجۃالوداع کا واقعہ بیان کرتے ہوئے وہ ایک مرتبہ پھر اسی کیفیت سے دوچار تھی، وہ ایک مرتبہ پھر سرزمین امن واماں، شہر خوب وخوباں، ام القریٰ "مکہ مکرمہ" میں پہونچ چکی تھی، وہاں پہونچتے ہی اس کا لہجہ اور انداز بیان پوری طرح بدل چکا تھا، آنکھوں کی چمک میں کئی گنا اضافہ ہوچکا تھا، چہرے پر خوشیوں اور مسرتوں کے متعدد رنگ آجارہے تھے۔

"اے... کہاں کھو گئی"۔ فضہ نے کافی دیر کی خاموشی کے بعد راحیلہ کو ٹہوکا دیا۔

"آں... ہاں، کچھ نہیں بس ایسے ہی"۔ اس نے کھوئے کھوئے سے لہجہ میں جواب دیا۔

"تمہارے انداز سے ایسا لگ رہا ہے جیسے تم کسی خیال میں گم ہو"۔ فضہ نے سوالیہ لہجہ میں کہا۔

"ہاں... میں روداد سفر بیان کرتے ہوئے اسی معنوی فضا میں کھو گئی تھی جس سے ابھی ابھی واپس آئی ہوں"۔ راحیلہ بتانے لگی: "تم جانتی ہو میں مدینہ

کی رہنے والی ہوں، میں نے مدینہ میں اکثر لوگوں سے مکہ معظّمہ کے بارے میں سن رکھا تھا، لوگوں سے اس کی بہت تعریفیں سنی تھی، انہوں نے کعبہ شریف کی ایسی توصیف کی تھی کہ میں جب بھی تنہائی میں ہوتی تھی تو تصور کی دنیا میں حرم الٰہی کی تصویر بناتی تھی، میرا دل خدا کے گھر کی زیارت کو بہت بے چین رہتا تھا لیکن حالات کی وجہ سے یہ خواہش دل ہی میں دم توڑ دیتی تھی۔اس دلی کیفیت اور انوکھی خواہش میں اس وقت چار چاند لگ گئے جب ہمیں یہ عظیم سعادت رسول خداؐ کے ساتھ نصیب ہوئی، میں پہلی مرتبہ مکہ میں داخل ہوئی تھی وہ بھی رسول اکرمؐ کے ہمراہ.... میری خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا، میری حالت عجیب تھی، اس سرزمین پر قدم رکھتے ہی میں اپنے آپ کو کسی اور دنیا کی مخلوق محسوس کررہی تھی، ہم آہستہ آہستہ حرم الٰہی کی طرف بڑھے، ہزاروں مسلمان رسول اکرمؐ کی قیادت میں اسلام کا اہم ترین فریضہ انجام دے رہے تھے۔

پھر راحیلہ نے آہستہ آہستہ حج کی جزئیات اور تمام تر تفصیلات سے فضہ کو آگاہ کرنا شروع کردیا۔

راحیلہ کے لہجے سے ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے اس کا وجود فضہ کے سامنے ہے لیکن اس کی روح وہاں نہیں ہے بلکہ وہ پوری طرح رسولؐ کے قافلہ میں ایک عجیب خوشی کا احساس کررہی ہے، آج وہ ایک ایک لمحہ کی یادگار کو اپنے لفظوں اور مختصر جملوں میں سمیٹ کر فضہ کے سامنے پیش کررہی تھی، اس کے انداز بیان کی بھرپور کشش اور جذابیت کی وجہ سے فضہ خود کو اسی قافلہ کا ایک حصہ محسوس کررہی تھی، حقیقت یہ ہے کہ وہ راحیلہ کے انداز بیان کی وجہ سے تصور کی دنیا میں رسول خداؐ کے ہمراہ حج کی عظیم سعادت حاصل کررہی تھی۔

خوبصورت وادی

مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک خوبصورت وادی ہے، اسلام کے ان دو اہم اور عظیم شہروں کے درمیان واقع یہ وادی اپنے وسیع دامن میں عظمتوں کی ایک دنیا سمیٹے ہوئے ہے، اسی وادی سے سعادت و انسانیت اور سلسلۂ رسالت کی ہدایت و راہنمائی کے راستے نکلتے ہیں —— یہ وسیع میدان ولایت کی تجلی گاہ ہے...یہاں انسان کی معنوی حیات کی پرورش ہوتی ہے... یہ دین اسلام کے مستقبل کی حفاظت کے اعلان و اظہار کی جگہ ہے، اسی وادی پر نبوت کی تاریخ کے اختتام کے ساتھ ساتھ تاریخ امامت کی حسین کتاب کا پہلا صفحہ کھولا گیا، یہ خوبصورت وادی خلقت و آفرینش کا نچوڑ، تمام ادیان الٰہی کا خلاصہ اور مکتب وحی و الہام کا دلکش نتیجہ ہے۔

یہ حسین وادی ایک دردمند دل کے احساسات و جذبات کا عروج ہے، انبیاء کی محنتوں کے بارآور ہونے کی وہ حسین منزل ہے جسے دیکھ کر ان کی محنتوں کے حوالہ سے دل میں قدردانی کا احساس جاگتا ہے ...یہ انسان و انسانیت کا کمال ہے۔اسلام کی خوبصورت تاریخ کی سیر کرنے والے ایک منصف مزاج اور دردمند انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس میدان میں کچھ لمحے توقف کرے

کیونکہ یہ انسان کی حقیقت یعنی انسانیت سے سروکار رکھتا ہے، اس کی معرفت سے انسانیت پروان چڑھتی ہے۔

تاریخ میں یہ وادی "غدیر" کے نام سے معروف ہے، یہ مکہ و مدینہ کے درمیان جحفہ نامی جگہ پر واقع ہے، جحفہ سے غدیر تک کا فاصلہ دو میل ہے۔ جحفہ ایک بڑا دیہات ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان مکہ کے مغربی سمت میں واقع ہے، پرانے زمانے میں جحفہ کا نام "مهیعة" تھا، پھر بعد میں اس کا نام بدل کر جحفہ کر دیا گیا۔اس لئے کہ جحفہ کا مطلب "کوچ "ہوتا ہے، اس زمانے میں سیلاب آتے تھے تو لوگوں کو ان کے گھر اور وطن سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیتے تھے۔اس دیہات سے شہر مکہ تک تقریباً ۱۵۶ کیلو میٹر کی دوری ہے، مکہ تک چار اور مدینہ تک چھ منزلوں کا فاصلہ ہے۔

جحفہ اس اعتبار سے انتہائی اہم جگہ تھی کہ رسول خداؐ کے زمانے میں حج کے قافلے اس جگہ پر ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنے اپنے وطن واپس روانہ ہوتے تھے۔آج کے زمانے میں "چوراہے" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ یہیں سے چار اہم ترین اسلامی شہر "مدینہ، مکہ اور شام "کے راستے نکلتے تھے۔

"غدیر خم "اسی جحفہ نامی جگہ پر واقع ہے، یہ ایک وسیع و عریض سرزمین ہے جہاں چشمے ابلتے ہیں اور بہت ہی کم مدت میں اس علاقہ کو سیراب کر دیتے ہیں، اس علاقہ میں کئی قسم کے گھاس پھوس اگتے ہیں اور بعض درخت بھی رشد و نمو کرتے ہیں جن میں تلخ بادام، مسواک، استبرق اور سرکنڈے (سیٹھے) کے درخت سر فہرست ہیں۔اگرچہ بیابانوں میں خاردار اور گھنی کٹیلی جھاڑیاں جابجا

ملیں گی لیکن جھیلوں اور تالابوں کے کنارے دوسری جگہوں کی بہ نسبت کچھ زیادہ ہی ان چیزوں کا امکان پایا جاتا ہے ، پانی کے اطراف میں خاردار جھاڑیاں زیادہ پائی جاتی ہیں۔ غدیر خم کے بہتے چشموں اور تالابوں کے ارد گرد نیز اس کے اطراف و نواح میں دور دور تک ایسے نرم ریتیلے میدان ہیں جو گھٹنوں تک پہنچ جاتے ہیں اور کبھی کبھی ہواؤں کے چلنے سے میدان پر جمی ریت اڑنے لگتی ہے ، پانی کے زمانے میں وہاں چھوٹے چھوٹے نخلستان بھی دکھائی پڑتے ہیں جن کی عمریں عام طور سے بہت طولانی نہیں ہوا کرتیں۔

اللہ کے پیارے نبیؐ نے اسلام کی قسمت سنوارنے اور مسلمانوں کی ابدی نجات کا سامان فراہم کرنے کے لئے اپنے آخری حج سے واپس آتے ہوئے اہم اعلان کے لئے اسی سرزمین اور حسین وادی کا انتخاب فرمایا تھا۔

☆ ☆ ☆

آج ۱۸ ذی الحجہ ہے ، جمعرات کا دن اور ظہر کا وقت ہے ، راحیلہ حج کا فریضہ انجام دے کر اپنے گھر واپس جا رہی تھی ، قافلہ ایسی جگہ کے قریب تھا جہاں سے دنیائے اسلام کے تمام لوگ اپنے اپنے وطن کے لئے جدا ہونے والے تھے ، یہ جگہ ایک چوراہے کی طرح تھی ، یہاں سے مختلف راستے نکلتے تھے ، چونکہ زمین وسیع تھی اس لئے جدا ہونے سے پہلے لوگ یہاں سفر کی تھکان دور کرنے کے لئے ٹھہر جاتے تھے ، فضہ سے راحیلہ کی ملاقات اسی جگہ ہوئی تھی اور وہ دونوں اچھی دوست کی طرح ایک دوسرے سے سفر میں ہونے والے واقعات پر تبادلۂ خیال کر رہی تھیں ۔وہ دونوں باتوں کے دوران اپنے اطراف کا جائزہ بھی لے رہی تھیں۔

بڑی عجیب سی جگہ تھی، ہر طرف پتھریلی اور ریتیلی فضاؤں کا راج تھا، آس پاس چھوٹے بڑے پہاڑ کھڑے ہوئے آسمان سے باتیں کر رہے تھے، کچھ کھجور کے درخت بھی تھے اور انہیں کے اطراف میں ببول کی خاردار جھاڑیاں بھی پھیلی ہوئی تھیں۔

گرمی اپنے عروج پر تھی، ظہر کا وقت ہونے کی وجہ سے سورج سر پر آگ برسا رہا تھا، لوگ اس سے بچنے کے لئے اگر سر پر کچھ رکھ لیتے تب بھی سکون میسر نہیں تھا اس لئے کہ آسمان سے برستی گرمی سے سکون ملتا تو پتھریلی زمین کی گرمی پیروں کو جھلسائے دے رہی تھی، اس کے باوجود بھی وہ وادی بڑی حسین لگ رہی تھی، اس لئے کہ نصف النہار کے آفتاب کی تیز نارنجی کرنیں ریتیلی زمین پر پھیل کر بڑا دلکش سماں باندھ رہی تھیں، اس دوپہر کی دھوپ میں نارنجی کرنوں کی وجہ سے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے پہاڑ کی چمک دلکش اور آنکھوں کو بھلی لگ رہی تھی۔

درختوں اور جھاڑیوں کے پاس ہی ایک صاف و شفاف تالاب تھا، اس شدید گرمی سے بچنے اور نجات پانے کا واحد راستہ، اس پتھریلی وادی میں یہ تالاب کسی آسمانی نعمت سے کم نہیں تھا، اسی لئے اس کے اطراف میں لوگوں کا ہجوم تھا، لوگ خود بھی پانی سے سیراب ہو رہے تھے اور اپنے کاندھوں پر رکھے ہوئے مشکیزوں کو بھی اس پانی سے بھر رہے تھے، کچھ لوگ اس پانی سے ہاتھ پیر دھو رہے تھے۔

فضہ اور راحیلہ تالاب سے تھوڑے فاصلہ پر بیٹھی باتوں کے دوران یہ سارے مناظر دیکھ رہی تھیں، تبھی فضہ نے ذرا اونچی آواز میں پوچھا: راحیلہ !اس جگہ کا نام کیاہے...؟

"اسے غدیر خم کہتے ہیں "۔راحیلہ نے آس پاس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"یہ جگہ غدیر خم کے نام سے کیوں مشہور ہے ؟"۔ فضہ اس جواب سے مطمئن نہیں تھی اسی لئے اس نے دوبارہ سوال کیا۔

یہ جو تالاب دیکھ رہی ہو اسے غدیر کہتے ہیں اور یہ جگہ جہاں ہم بیٹھے ہوئے ہیں اسے خم کہتے ہیں چونکہ یہ تالاب خم میں واقع ہے اسی لئے اس پورے علاقے کو "غدیر خم "کہاجاتاہے "۔راحیلہ نے قدرے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

ابھی یہ دونوں غدیر کے بارے میں باتیں کر رہی تھیں تبھی دور سے چیختا ہوا ایک آدمی نظر آیا، زیادہ فاصلہ ہونے کی وجہ سے اس کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، لوگوں کا انہماک بتارہاتھا کہ اس کی باتیں بہت اہم ہیں، فضہ اور راحیلہ بھی آگے بڑھیں، جب وہ شخص قریب آیا تو اس کی مبہم آواز صاف سنائی دینے لگی، وہ کہہ رہاتھا: "لوگو !اللہ کے رسول فرمارہے ہیں کہ سب لوگ اسی میدان میں رک جائیں، آگے بڑھ جانے والے واپس لوٹ آئیں اور پیچھے رہ جانے والوں کا انتظار کیاجائے، مجھے یقین ہے کہ کوئی خاص بات ہے تبھی اللہ کے رسول نے یہ حکم دیاہے "۔

وہ شخص پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ جلدی جلدی بتاتے ہوئے آگے بڑھ گیا اور اپنے پیچھے سننے والوں کے لئے سوچ کا لامتناہی سلسلہ چھوڑ گیا، سبھی سننے

والے پریشان تھے کہ اللہ کے رسولؐ نے اس پتتے ہوئے صحراء میں رکنے کا حکم کیوں دیا ہے ؟

فضہ اور راحیلہ بھی آپس میں اسی بات پر تبادلۂ خیال کر رہی تھیں کہ اچانک ایسی کون سی افتاد آن پڑی کہ آنحضرت نے اس تیز دھوپ میں جلتی ہوئی زمین پر مزید ٹھہرنے کا حکم دیا۔

اسی وقت راحیلہ کا شوہر بھاگتا ہوا آیا، اس نے قریب پہونچ کر کہا: اللہ کے رسول نے ہم سب کو اسی سرزمین پر رکنے کا حکم دیا ہے۔

"ہاں !ہم سب جانتے ہیں، ابھی ابھی ایک شخص نے ہمیں یہ اطلاع دی ہے "۔ راحیلہ بتانے لگی: "لیکن ہم سب پریشان ہیں کہ اچانک آنحضرتؐ نے یہ حکم کیوں صادر فرمایا"۔

"میں جانتا ہوں "۔ راحیلہ کا شوہر پرجوش لہجے میں کہنے لگا: ابھی ابھی جبرئیل امین نازل ہوئے تھے اور انہوں نے پیارے نبی تک اللہ کا خصوصی حکم پہنچایا ہے کہ جو پیغام پہنچانے کے لئے کہا گیا تھا اسے جلد از جلد لوگوں تک پہنچا دیں "۔

"ارے... پیغام جو بھی ہو اسے مدینہ یا دوسری جگہوں پر بھی پہنچایا جا سکتا تھا، اسی جگہ کا انتخاب کیوں کیا گیا "۔ راحیلہ کے شوہر کی آواز سن کر کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے، انہیں میں سے ایک شخص نے اپنے دل کی بات بیان کی۔

"ہم سب جانتے ہیں کہ اس حج میں آنحضرتؐ کے ہمراہ پوری دنیائے اسلام کے لوگ جمع ہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہاں ہر شخص اپنے اپنے وطن کے لئے جدا ہونے والا ہے، نہ معلوم ایسی جگہ اور ایسے لوگ پھر میسر آئیں یا نہ

آئیں، شاید اسی لئے اسی مقام پر پیغام پہنچانے کے لئے کہا گیا ہو "۔ پاس موجود ایک شخص نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، یہ صحیح ہے، میں نے ایک بزرگ صحابی کی زبانی یہ بات سنی ہے"۔ راحیلہ کے شوہر نے اس شخص کی تائید کی۔

" میں نے ان سے یہ بھی سنا ہے کہ یہ مسئلہ انتہائی اہم ہے "۔ راحیلہ کے شوہر نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا: " اہم اس لئے ہے کہ اس پیغام کے ابلاغ پر رسول کی تئیس برس پر مشتمل تبلیغ موقوف ہے، اگر انھوں نے یہ پیغام نہیں پہنچایا تو ان کی ساری محنتیں اکارت ہو جائے گی "۔

"کیا یہ باتیں تم نے وہاں موجود لوگوں سے سنی ہیں "۔ ایک شخص نے اپنی حیرت کو چھپاتے ہوئے کہا۔

"نہیں خود خداوند عالم نے آیۂ مبارکہ میں یہ بات بیان کی ہے کہ اگر آپ نے یہ پیغام اور اہم مسئلہ لوگوں تک نہیں پہنچایا تو گویا آپ نے کوئی کار رسالت انجام ہی نہیں دیا "۔ راحیلہ کے شوہر نے کہا۔

"آیت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ اس پیغام کو پہنچا دیجئے میں لوگوں سے آپ کی حفاظت کروں گا "۔ راحیلہ کے شوہر نے ہاتھ کے اشارہ سے ایک شخص کو روکتے ہوئے اپنی بات مکمل کی۔

"کیا مطلب .... کیا آنحضرتؐ کو کسی سے خوف ہے، کیا ان کی جان کو خطرہ لاحق ہے، خدا نے کس چیز سے حفاظت کی ضمانت لی ہے، یہاں تو سب آنحضرت کے چاہنے والے اور ان کے کلمہ گو ہیں "۔ فضہ سے رہا نہیں گیا، اس نے فوراً اپنے ذہن میں ابھرنے والے سوال کو زبان سے ادا کر دیا۔

"یہی تو ہمیں نہیں معلوم، دل کی بات خدا جانتا ہے، سننے میں آیا ہے کہ یہاں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کی زبان پر تو کچھ ہے مگر دل میں کچھ اور..."۔ راحیلہ کے شوہر نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"استغفر اللہ... خدا ہم سب کو اس خطرناک بیماری سے محفوظ رکھے"۔ایک سن رسیدہ عورت نے دھیمی آواز میں کہا۔

فضہ نے بلند آواز سے آمین کہا اور راحیلہ کے شوہر سے مخاطب ہوئی : " میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ جب آنحضرتؐ کے چاہنے والے زیادہ ہیں تو پھر انہیں بعض لوگوں سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے، وہ کچھ لوگ آنحضرتؐ کا کیا کر لیں گے "۔

"تم بہت بھولی ہو ..."۔راحیلہ کہنے لگی : " ہم سب جانتے ہیں کہ جب انسان کوئی اہم اعلان یا فیصلہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے سامنے کچھ پریشانیاں، رکاوٹیں اور دوسروں سے خطرہ ہوتا ہے، خطرات بھی دو طرح کے ہوتے ہیں : کبھی دشمنوں کی طرف سے تو کبھی اپنے ہی لوگوں کی طرف سے ،دوسروں کی طرف سے خطرہ کی صورت میں انسان پہلے ہی سے تحفظ کی راہ تلاش کرتا ہے اور تحفظ کی راہ مل بھی جاتی ہے لیکن جب ساتھ میں رہنے والوں کی طرف سے خطرہ ہوتا ہے تو تحفظ کا راستہ تلاش کرنے میں دقتیں پیش آتی ہیں کہ کہیں یہ اہم اعلان کرنے کی وجہ سے وہ بغاوت نہ کردیں اور ان کی وجہ سے دوسروں کے ذہنوں میں بھی انتشار و تشویش کی کیفیت پیدا ہوجائے اور اس طرح اعلان کی اہمیت ختم ہوجائے "۔

"ہاں... پھر ایسی صورت میں جب کوئی بڑی ہستی تحفظ کی ذمہ داری لے لیتی ہے تو انسان بے خوف و خطر اس فیصلہ سے لوگوں کو آگاہ کر دیتا ہے یا جو اہم اعلان پہنچانا چاہتا ہے اس میں کسی طرح کی پس و پیش نہیں کرتا ہے ...شاید خداوند عالم نے اسی لئے تحفظ کی ضمانت لی ہے "۔ راحیلہ کے شوہر نے فضہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے ہمیں کون سا پیغام سنانے کے لئے اس میدان میں روکا ہے ؟" فضہ نے تفہیمی انداز میں سر ہلاتے ہوئے راحیلہ کے شوہر سے ایک اور سوال کیا جو سب کی تشویش کا باعث بنا ہوا تھا۔

"نہیں ...اس کی اطلاع کسی کو بھی نہیں ہے ، ممکن ہے بعض قریبی صحابہ کرام کو یہ بات معلوم ہو ،آنحضرتؐ ظہر کی نماز کے بعد وہ پیغام پہنچائیں گے "۔ راحیلہ کے شوہر نے اپنی عاجزی کا اظہار کیا۔

"ظہر کی نماز کہاں ہوگی، ہم آنحضرتؐ کی زبانی وہ پیغام کہاں سن پائیں گے "۔ راحیلہ نے اپنے شوہر سے پوچھا۔

"وہ اس طرف، جہاں پانچ بڑے درخت موجود ہیں ..."۔راحیلہ کے شوہر نے میدان کے داہنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہاں آس پاس کچھ خاردار جھاڑیاں ہیں جنھیں آنحضرت کے کچھ معتمد لوگ صاف کررہے ہیں اور اونٹوں کے کجاووں کا منبر تیار کر رہے ہیں تاکہ اللہ کے نبی اس پر سوار ہو کر خطبہ دے سکیں "۔راحیلہ کے شوہر نے معلومات میں مزید اضافہ کیا۔

"پھر تو ہمیں بھی نماز کے لئے تیار ہونا چاہئے تاکہ آنحضرتؐ کے ساتھ نماز جماعت کی سعادت بھی نصیب ہو جائے "۔ فضہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ... کیوں نہیں، وہ اس طرف تالاب ہے، وہیں سب لوگ وضو کر رہے ہیں، تم بھی وضو کر لو اور آہستہ آہستہ نماز کے لئے تیار ہو جاؤ، اس لئے کہ رسول کے خاص مؤذن کی دلکش آواز کسی بھی وقت فضا میں گونج سکتی ہے "۔ راحیلہ کے شوہر نے میدان میں موجود نسبتاً وسیع تالاب کی جانب اشارہ کیا۔

فضہ جو پہلے ہی سے تالاب کا بغور جائزہ لے چکی تھی، اس طرف بڑھنے لگی، تبھی پشت سے راحیلہ کی آواز سنائی دی : "فضہ !ذرا ٹھہرو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں "۔

پھر دونوں آہستہ آہستہ باتیں کرتی ہوئی تالاب کی جانب روانہ ہو گئیں۔

دلکش آواز

یاد ش بخیر !...رسول خداؐ کی زندگی کے آخری سال میں آنحضرتؐ کے ہمراہ حجۃالوداع کے مراسم پوری شان و شوکت کے ساتھ انجام پائے، لوگوں کے دل روحانیت کے کیف و سرور میں ڈوبے ہوئے تھے اور اس عظیم عبادت کی باطنی لذتیں بھی جان و دل کے ذائقے میں موجود تھیں، جو لوگ پیغمبر خداؐ کے ساتھ اس حج میں موجود تھے، وہ اتنی بڑی سعادت اور فیض حاصل کرنے کی خوشی میں پھولے نہیں سما رہے تھے...اس سفر میں نہ صرف یہ کہ مدینہ کے باشندے آنحضرتؐ کا ساتھ دے رہے تھے بلکہ جزیرۃ العرب کے مختلف علاقوں میں بسنے والے دوسرے بہت سے مسلمان بھی ایک اہم تاریخی فخر و امتیاز حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ کے ساتھ تھے۔

ملک حجاز کی تمازت آفتاب پہاڑوں پر گویا آگ برسا رہی تھی لیکن اس بے مثال روحانی سفر کی شیرینی ہر مشکل کو آسان بنائے ہوئے تھی، آہستہ آہستہ جحفہ کی سرزمین اور اس کے بعد غدیر خم کے خشک اور جھلسے ہوئے بیابان دور سے نمایاں ہو رہے تھے۔

۱۸ذی الحجہ کی تاریخ تھی، جمعرات کا مبارک دن تھا جب یہ پر شکوہ قافلۂ ولایت جحفہ نامی جگہ پر پہنچا، یہاں سے لوگ اپنے اپنے وطن کے لئے جدا ہونے والے تھے، تبھی خداوند عالم کے حکم سے جبرئیل امین نازل ہوئے اور اللہ کے پیارے نبیؐ کو اس آیت کے ذریعہ خطاب کیا: "اے رسولؐ !اس پیغام کو پہونچا دیجئے جو آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل ہو چکا ہے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا رسالت کا کوئی کام انجام نہیں دیا اور اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا"۔

آنحضرت اپنے فرائض سے کبھی غافل نہیں رہے، انہوں نے ہر حکم خداوندی کو پہلی فرصت میں لوگوں تک پہنچایا، لیکن اس خطاب سے ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ حکم اس سے پہلے بھی آنحضرتؐ پر نازل ہوا تھا اور آپ نے ناسازگار حالات کی وجہ سے اس کی تبلیغ نہیں فرمائی، اسی لئے خدا نے اس خطاب میں سخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے آنحضرتؐ کے تمام کارہائے رسالت کو اسی اعلان پر موقوف کر دیا۔

اس خطاب کے بعد آنحضرتؐ کی سرگرمی دو چند ہو گئی، آپ نے فوری طور پر اپنی حکمت عملی تبدیل کرتے ہوئے غدیر کی طرف اپنا رخ موڑ دیا، آنحضرتؐ کے کاندھے پر عظیم ذمہ داری کا بوجھ تھا، آپ اس سلسلہ میں بھرپور اہتمام کرنا چاہتے تھے تاکہ اس کی حقیقتیں سینہ بہ سینہ منتقل ہو کر قیامت تک محفوظ ہو جائیں۔

جب یہ قافلہ غدیر خم کے مقام پر پہنچا تو آپؐ نے سب سے پہلے بلال کو قریب بلا کر حکم دیا کہ لوگوں کو بہترین عمل کی دعوت دو۔

جناب بلال نے غدیر کے میدان میں نسبتاً ایک بلند جگہ کا انتخاب فرمایا اور وہاں پہنچ کر اپنی دلکش آواز میں "**حی علی خیر العمل**" کی صدا بلند کی۔ فضائے غدیر میں بلال کی دلکش آواز گونجی اور سننے والے یہ سمجھ گئے کہ کوئی اہم اعلان اور پیغام ہے جس کے ابلاغ کا خصوصی حکم نازل ہوا ہے۔

بڑی سخت گرمی تھی، زمین آگ کی طرح جل رہی تھی، کچھ لوگ قافلے سے آگے نکل گئے تھے،، کچھ پیچھے رہ گئے تھے، حضور اقدسؐ نے تیز گام افراد کو واپس بلایا، سست قدم لوگوں کو جلدی پہنچنے کا پیغام پہنچایا اور جب شمع نبوت کے پروانے جوق در جوق جمع ہونے لگے تو پیغمبر اکرمؐ نے منشائے ایزدی کے اعلان کے لئے جلسہ گاہ کی ترتیب و تنظیم کے بارے میں ہدایتیں دینا شروع کیں، "اپنی اپنی جگہ قرینہ سے بیٹھ جاؤ، مگر دیکھنا وہ سامنے ببول کے جو پانچ بڑے درخت ہیں، وہاں کوئی نہ جائے اور وہاں بیٹھنے اور جگہ گھیرنے کی کوئی کوشش نہ کرے"۔

آنحضرتؐ نے مقداد، سلمان، ابوذر اور عمار یاسر کو حکم دیا کہ پانچ بڑے درختوں کے نیچے صفائی کریں اور اس جگہ کو آمادہ کریں۔ وہاں جھاڑیاں تھیں، سوکھے پڑے ہوئے ببول کے درخت بھی تھے، جھاڑیوں کی وجہ سے وہاں ٹھہرنا قطعی ممکن نہیں تھا، اسی لئے آنحضرتؐ کے کچھ قریبی اصحاب اس جگہ کی صفائی میں لگ گئے، انہوں نے درختوں کے نیچے موجود کانٹوں کو صاف کیا، ناہموار پتھروں کو ہٹایا اور پھر سب نے مل کر جھاڑو دی۔

سب کو معلوم تھا کہ یہاں رسول خداؐ کوئی اہم بات بتانے والے ہیں اور یہ ساری تیاریاں اسی لئے ہو رہی ہیں، اسی لئے اصحاب نے آنحضرتؐ کے لئے قیام

کا بھی معقول انتظام کیا۔سب سے پہلے آنخضرتؐ کے لئے سائبان کا انتظام کرنا تھا اس لئے انہوں نے دقت نظر سے تمام مناظر کا جائزہ لینے کے بعد پانچ درختوں کی پھیلی ہوئی شاخوں میں سے دو شاخوں پر کپڑا لٹکایا تاکہ آفتاب کی تمازت سے آنخضرتؐ کسی حد تک محفوظ رہیں۔ دوسرا اہم مسئلہ منبر کا تھا، آنخضرتؐ اس عظیم مجمع سے خطاب کرنے والے تھے لہٰذا ایک منبر کی ضرورت تھی، اس چٹیل میدان میں منبر کہاں سے لایا جائے، انہوں نے بہت غور و فکر اور آنخضرت سے مشورہ کرنے کے بعد اونٹوں کے کجاووں کا بلند و بالا منبر تیار کیا تاکہ خطبہ دیتے وقت آنخضرتؐ کو پورا مجمع دیکھ سکے۔

ابھی یہ تیاری ہو ہی رہی تھی کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا، پیغمبرؐ نے اپنے خاص مؤذن "حضرت بلال" کو قریب بلا کر ظہر کی اذان کا حکم دیا۔آپ ایک مخصوص جگہ پر تشریف لے گئے،آپ نے اپنی مخصوص دلکش آواز سے "اللہ اکبر" کی صدا بلند کی، ہزاروں لوگوں نے آپ کی آواز پر "اللہ اکبر" کی تکرار کی، جناب بلال کی آواز صحرائے غدیر میں گونج رہی تھی، جوش ولا میں ڈوبی ہوئی بلال کی آواز اذان سے میدان غدیر کی معنوی فضا میں اضافہ ہو رہا تھا، تاحد نگاہ موجود مجمع بلال کی دلنشین آواز کو دہراتا ہوا وحدہ لاشریک کی بارگاہ سے آہستہ آہستہ قریب ہو رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

راحیلہ اور فضہ وضو کر رہی تھیں جب حضرت بلال کی آواز ان کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ وہ دونوں جلدی جلدی وضو مکمل کرنے لگیں، آپس میں ایک دوسرے سے کہتی بھی جاتی تھیں کہ کہیں اس عظیم سعادت سے محروم نہ رہ

جائیں اس لئے جلدی کرنا چاہئے ۔ فضہ اس سلسلے میں زیادہ حساس تھی اس لئے کہ راحیلہ اس سعادت سے بہرہ مند ہو چکی تھی ، اسے رسولؐ کی قیادت میں نماز پڑھنے کا موقع مل چکا تھا لیکن فضہ اس سعادت سے محروم تھی ، اسی لئے وہ ایک لمحہ بھی گنوائے بغیر نماز کی صفوں تک پہنچنا چاہتی تھی ۔

وہ دونوں وضو کرکے اس طرف بڑھنے لگیں جہاں لوگوں کا ہجوم تھا ، بلال کی مخصوص دل نشیں آواز سے اب فضا خاموش تھی ، رسولؐ کے حکم سے نماز کے لئے صفیں آراستہ ہو رہی تھیں ، چھوٹے بڑے سبھی ان صفوں میں موجود تھے ، نہ کسی بڑے کا تصور اور نہ ہی کسی چھوٹے کا خیال . . سبھی رسول کی قیادت میں اپنے خالق حقیقی سے راز و نیاز کے لئے پوری طرح تیار ہو رہے تھے :

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

مردوں کی صفوں کے داہنی طرف عورتوں کی صفیں بھی آراستہ ہو رہی تھیں ، فضہ اور راحیلہ تیز قدموں سے چلتے ہوئے صفوں کے قریب پہنچیں ، مردوں کی طرح عورتوں کی صفیں بھی بہت زیادہ تھیں ، وہاں بھی تاحد نگاہ عورتوں کا ہجوم تھا ، راحیلہ اور فضہ کو ان صفوں کے آخر میں جگہ ملی ، ان دونوں نے اپنے دائیں بائیں ایک سرسری نظر ڈال کر اپنی جگہ معین کی اور ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر نیت کرکے نماز میں شامل ہو گئیں ۔

فضہ اپنے آس پاس سے بالکل بے خبر تھی ، اسے نہ اپنا ہوش تھا اور نہ ہی اطراف والوں کا ، اس کا دل اپنے خالق کی بارگاہ میں گڑگڑا رہا تھا ، اپنی غلطیوں کی

معافی مانگ رہا تھا، آئندہ نیک عمل کرنے کی دعا کر رہا تھا...اسے کوئی ہوش نہیں تھا کہ نماز کب ختم ہو گئی۔ تبھی راحیلہ نے اس کا شانہ جھنجھوڑتے ہوئے کہا: فضہ کہاں ہو؟ نماز ختم ہو گئی۔راحیلہ کے متوجہ کرنے پر فضہ نے اپنے آس پاس کا جائزہ لیا، واقعی لوگ اپنی نمازیں ختم کر چکے تھے۔

گرمی بہت شدید تھی ،سر پر سورج آگ برسا رہا تھا، سورج کی گرمی سے بچنے کے لئے سر پر کپڑا رکھا جاتا تو زمین شعلہ فشانی کا کردار ادا کرتی تھی، کسی صورت چین نہیں تھا اسی لئے بعض لوگ نماز ختم ہوتے ہی فوراًاپنے ساتھ لائے ہوئے چھلداریوں میں پناہ لینے کی کوشش کرنے لگے۔

تبھی رسول خداؐ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ سبھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں، اور کسی خیمہ یا سایہ میں پناہ لینے کی کوشش نہ کریں اس لئے کہ رسول خداؐ ابھی اہم ترین پیغام خداوندی پہنچانے والے ہیں۔

فضہ نے دیکھا کہ جو لوگ اپنے اپنے خیموں میں پناہ گزیں ہونا چاہتے تھے وہ پھر سے صفوں کے درمیان آگئے۔

نور رسالت کی جلوہ افروزی

فضہ بہت بے چینی میں پہلو بدل رہی تھی ، اسے کسی صورت چین نہیں مل رہا تھا، وہ جلد سے جلد نور رسالت کا مشاہدہ کرکے اپنے دل کو نورانی کرنا چاہتی تھی ۔ وہ اپنے کانوں سے اللہ کے رسول کی باتیں سننا چاہتی تھی، اسے آنحضرتؐ کی نصیحتوں اور پیاری باتوں کی شدید ضرورت تھی ، وہ جانتی تھی کہ آنحضرتؐ کا قول برحق ہے اس لئے کہ وہ اللہ کے رسول اور مسلمانوں کے رہبر ہیں، وہ جو کہیں گے وہ ہر انسان کے لئے سعادت بخش اور مفید ہوگا۔

راحیلہ نے فضہ کی کیفیت محسوس کرلی تھی ، اس کی یہ کیفیت فطری بھی تھی، وہ پہلی مرتبہ آنحضرتؐ کو دیکھنے کی سعادت حاصل کررہی تھی اور اپنے کانوں سے ان کی نصیحت بھری آواز سننے والی تھی ، لہٰذا اس کا بے چین اور مضطرب ہونا فطری تھا۔

اے فضہ ! کہاں ہو؟ "راحیلہ نے فضہ کے اضطراب کو کم کرنے کے لئے اپنی جانب متوجہ کیا۔

آں، ہاں... کیا ہوا ؟ " فضہ نے نگاہوں سے کافی دور موجود منبر سے اپنے چہرے کو راحیلہ کی طرف گھماتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کچھ پریشان لگ رہی ہو؟" راحیلہ نے سوال کیا۔

ہاں، نہ معلوم، کب رسول اکرمؐ کی زیارت نصیب ہوگی"۔ فضہ نے مضطرب لہجہ میں کہا۔

"پریشان نہ ہو، عنقریب اللہ کے رسول کی زیارت نصیب ہوگی"۔ راحیلہ نے اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ دونوں باتیں کررہی تھیں کہ اچانک پورا میدان غدیر تکبیر کی بلند بانگ صداؤں سے گونجنے لگا۔ وہ دونوں منبر کی طرف دیکھنے لگیں، دور منبر پر ایک نور ساطع ہوا، رسول اکرمؐ کجاووں سے بنائے گئے منبر پر جلوہ افروز ہوئے تھے، اسی لئے لوگ اپنی خوشی کے اظہار کے لئے تکبیر کی آواز بلند کررہے تھے۔

فضہ نے سر اٹھا کر منبر کی طرف دیکھا، لیکن بہت دور ہونے کی وجہ سے آنحضرتؐ کا چہرہ صاف نظر نہیں آرہا تھا، صرف ایک نور تھا جو نگاہوں کو خیرہ کررہا تھا، نصف النہار کے سورج کی روشنی بھی اس نور کے آگے پھیکی لگ رہی تھی، ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ نور ہی سورج کو روشنی عطا کررہا ہے۔

فضہ پہلی مرتبہ نور رسالت کو اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی، اسی لئے فرط جذبات سے اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

راحیلہ ... ہم اتنی دور سے اللہ کے رسول کی پیاری نصیحتیں اور باتیں کیسے سن سکیں گے"۔ فضہ نے اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

"تم پریشان نہ ہو، اللہ کے رسولؐ نے اس کا بھی اہتمام کیا ہوگا"۔ راحیلہ نے منبر کی طرف دیکھتے ہوئے اطمینان بھرے لہجہ میں کہا۔

یہی ہوا ... تھوڑی دیر بعد لوگوں کے درمیان ایک شخص کھڑا ہوا نظر

آئے تاکہ وہ آنحضرتؐ کی باتیں ان لوگوں تک پہنچا سکے جو فاصلہ کی وجہ سے سن نہیں سکتے تھے۔

"یہ کون درمیان میں کھڑا ہے اور کیوں...؟ "۔ فضہ نے راحیلہ سے سوال کیا۔

"یہ رسول اکرمؐ کے ایک صحابی ہیں، ان کا نام ربیعہ ہے، آنحضرتؐ نے ان کو اس لئے مامور فرمایا ہے تاکہ یہ ان کی باتیں ہم لوگوں تک پہنچا سکیں"۔ راحیلہ کے بجائے پاس موجود ایک معمر خاتون نے جواب دیا۔

"یہ تو بہت اچھا ہے، اس طرح ہم نبی خداؐ کی ساری باتیں صاف صاف سن سکیں گے "۔ فضہ نے خوش ہو کر کہا۔

تھوڑی دیر بعد فضائے غدیر میں آنحضرت کی دلنشین آواز گونجنے لگی : "اے لوگو ! کیا میری آواز تم لوگوں تک پہنچ رہی ہے ، میں خدائے وحدہ لاشریک کا فرستادہ اور تمہارا نبی ہوں "۔

"ہاں ! یارسول اللہ، ہم آپ کی باتیں سن رہے ہیں "۔ نیچے بیٹھے ہوئے بہت لوگوں نے بیک وقت کہا۔

فضہ کی سماعت سے آنحضرتؐ کی دلنشین آواز ٹکرائی، ربیعہ کے توسط سے اس نے آنحضرتؐ کا جملہ صاف صاف سنا۔ اس نے دل میں کہا: ہاں، یارسول اللہ ! آپ خدا کے فرستادہ اور رسول ہیں ، میں آپ کی باتیں دل و جان سے سن رہی ہوں ، آپ کی نصیحت میری سماعت کے ذریعہ دل میں اتر رہی ہے ، آقا ! آپ ہمیں نصیحت کیجئے ، آپ کی نصیحت کی ہمیں ضرورت ہے ، دین کے حقائق و معارف بیان کیجئے تاکہ ہم ان معارف کے ذریعہ اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکیں، آقا ! میں آپ کی ہر آواز پر ہمہ تن گوش ہوں۔

منشور زندگی

میدان غدیر میں ایک عظیم خطبہ ارشاد کرنے کے لئے ہر طرح سے ماحول سازگار ہے، لوگ پوری طرح ہمہ تن گوش ہیں، رسول اکرمؐ کے ہر جملہ کو اپنے دل و دماغ میں اتارنے والے شمع رسالت کے پروانے وہاں موجود ہیں، وہاں موجود ہر شخص کی سماعت، رسالت مآب کی ایک جنبش لب کی منتظر ہے، سبھی کی آنکھیں منبر پر موجود نور رسالت پر ٹکی ہوئی ہیں۔

تبھی سرکار رسالت مآبؐ نے خدائے وحدہ لاشریک کی حمد و ثنا سے لا فانی منشور زندگی کا آغاز فرمایا:

" تمام مدح و ستائش اسی خدا سے مخصوص ہے جو اپنی وحدانیت میں بلند اور اپنی انفرادیت میں قریب ہے، وہ ہر چیز سے باخبر ہے، کوئی بھی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے، وہ دلوں کے راز سے آگاہ ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اس کا کوئی مثل و نظیر نہیں۔

اس نے ہر چیز کو خلق کیا ہے لیکن خود خلق نہیں ہوا ہے، وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا، ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ خدا اس سے کہیں بلند و برتر ہے کہ آنکھیں اس کا ادراک کر سکیں حالانکہ وہ سبھی دیکھنے والوں کو دیکھتا ہے، وہ فکر و خیال میں نہیں سماتا...۔

وہ تمام قدرتوں کا سرچشمہ ہے، وہ تمام آسمانوں کو گردش دینے والا ہے، اس کی تسخیر میں سورج اور چاند ہیں جو اپنے معین وقت میں چلتے پھرتے رہتے ہیں، وہ رات کو دن پر مسلط کر دیتا ہے اور دن کو رات پر۔

وہ ہر ظالم اور عناد پسند کا سر کچلنے والا ہے اور ہر سرکش شیطان کو ملیا میٹ کرنے والا ہے ،اس کا کوئی حریف اور مد مقابل نہیں ،وہ اکیلا ہے ،بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں، وہی معبود ہے۔

جو کچھ چاہتا ہے ہو جاتا ہے ،جو ارادہ کرتا ہے اسے انجام دیتا ہے، اس کا علم احاطہ کر لیتا ہے ،وہ مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے ،وہی فقیر بناتا ہے ،وہی مالدار کرتا ہے، وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے، وہی قریب کرتا ہے اور وہی دور کرتا ہے ،وہی روک لیتا ہے اور وہی عطا کرتا ہے ،اسی کو تمام اختیارات حاصل ہیں اور اسی کے لئے تمام ستائش زیبا ہے ،ہر قسم کی بھلائیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ،وہ رات کو دن میں پرو دیتا ہے اور دن کو رات میں۔ نہیں ہے کوئی معبود لیکن بس وہی مقتدر اور بخشنے والا ہے۔

وہ دعائیں قبول کرنے والا اور دل کھول کر عطیات بخشنے والا ہے، وہ سانسوں کا حساب رکھتا ہے، تمام جن اور انس کا پروردگار ہے، اس کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں۔ نہ فریادیوں سے تنگ اور پریشان ہوتا ہے، نہ ہی رونے دھونے والے اسے الجھن میں ڈال سکتے ہیں، وہ ایسا پروردگار ہے جو اپنے نیک بندوں کو پناہ دیتا ہے، کامیاب لوگوں کو نیک عمل کی توفیق عطا کرتا ہے، وہ عالمین کا خدا ہے، جس کو بھی خدا نے پیدا کیا اس پر خدا کا حق ہے کہ اس کا شکر ادا کرے ..."۔

☆ ☆ ☆

وہاں موجود سبھی بہت غور سے سرکار رسالتؐ کے منشور زندگی کو سن رہے تھے ، فضہ اور راحیلہ بھی ہمہ تن گوش تھیں، فضہ پہلی مرتبہ اپنے پروردگار کے متعلق اتنی اہم باتیں سن رہی تھی، وہ اپنے خالق پر عقیدہ رکھتی تھی، وہ جانتی تھی کہ اسی خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ، وہ رزق دیتا ہے اور زندگی و موت سے ہمکنار کرتا ہے۔

لیکن اللہ کے رسولؐ نے پروردگار کے سلسلے میں جو معارف بیان کئے انہیں سن کر فضہ کا عقیدۂ توحید مستحکم ہوتا جارہا تھا ، اب اسے خداوند عالم کے سلسلے میں فضول اور بے سر و پا باتیں دھوکہ نہیں دے سکتی تھیں اس لئے کہ اس نے رسول اکرمؐ کی زبانی حقیقی توحید اور صفات الٰہیہ کی معرفت حاصل کرلی تھی۔

فضہ یہ بھی جانتی تھی کہ اللہ کے رسولؐ نے توحید اور پروردگار کے صفات کے بارے میں کیوں بیان فرمایا...؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ توحید دین اسلام کی اصل و اساس ہے ، اگر خداوند عالم پر عقیدہ نہیں ہوگا تو اس کے رسول کی پیروی بھی بے فائدہ ہو جائے گی ، ہم آنحضرتؐ کی پیروی کرتے ہیں اس لئے کہ ہم خدا پر عقیدہ رکھتے ہیں۔

رسول اکرمؐ کی اطاعت کا راز "توحید "پر عقیدہ ہے ، اس خدا پر عقیدہ ہے جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے اور جس نے ہماری ہدایت کے لئے نظام مرتب فرمایا ہے، اس نے کائنات کو یونہی نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ وہ نظام کائنات کی دیکھ بھال کرتا ہے اور ہر چیز اس کے دست قدرت میں ہے۔

فضہ کے ذہن میں اللہ کے رسول کی آخری باتیں گردش کر رہی تھیں، انہوں نے فرمایا کہ خداوند عالم دعاؤں کو سننے والا ہے اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔اسی لئے فضہ اپنے معبود کی بارگاہ میں دست نیاز پھیلا کر سب کے لئے دعا کرنے لگی۔

پھر وہ اپنے معبود کا شکریہ ادا کرنے میں مشغول ہو گئ، خدا نے کتنی ساری نعمتیں دی ہیں، صحت و سلامتی، بہترین مذہب، اچھے اور پیار کرنے والے ماں باپ، گھر، خاندان ...فضہ ان ساری نعمتوں پر خدا کا شکریہ ادا کرنے میں مشغول ہو گئ۔ کیونکہ خالق کا اپنی مخلوق پر سب سے بڑا اور پہلا حق یہ ہے کہ اس کا شکریہ ادا کرے اور اس کی بے پناہ نعمتوں پر قدر دانی کا احساس انگیز امتنان کرے۔

فراز منبر پر نورِ رسالت و امامت

ہزاروں چاہنے والوں کی موجودگی میں سرکار رسالت مآبؐ کی دلنشین آواز غدیر خم کی وسیع فضا میں گونج رہی ہے، شمع رسالت کے پروانے انہماک کے ساتھ آنحضرت کا ایک ایک جملہ سن رہے ہیں اور اسے سماعت کے ذریعہ اپنے دلوں میں اتار رہے ہیں، آپ کا انداز بیان اتنا سحر انگیز ہے کہ سبھی اس میں کھوئے ہوئے ہیں، کسی کو اپنا اور اپنے آس پاس کا ہوش نہیں ہے۔ تبھی اللہ کے رسول نے اپنی خوبصورت آواز میں قرآن مجید کی ایک آیت کی تلاوت فرمائی:

یا أَیُّها الرَّسُولُ بَلِّغْ ما أُنْزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَبِّك وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَما بَلَّغْتَ رِسالَتَهُ وَ اللهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ "اے پیغمبر! آپ اس حکم کو پہنچا دیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا"۔

آیۂ مبارکہ کی تلاوت کے بعد رسول اکرمؐ خاموش ہوگئے، آنحضرتؐ کے خاموش ہوتے ہی پوری وادی پر سناٹا چھا گیا، سانسوں کی مدہم آواز بھی نہیں آرہی تھی، ایسا لگ رہا تھا جیسے سانسیں سینوں میں اٹک چکی ہیں، کچھ لوگ بے چینی میں پہلو بدل رہے تھے، کچھ لوگ ذوق تجسّس کی بنیاد پر یہ جاننا چاہتے تھے

کہ اتنے اہم مقام پر آنحضرتؐ نے اس آیۂ مبارکہ کی تلاوت کیوں فرمائی ہے۔

رسول اکرمؐ نے ایک طائرانہ نظر پورے مجمع پر ڈالی اور فرمایا: اے لوگو! میں چاہتا ہوں کہ اس آیت کی شان نزول کے بارے میں تم سے بیان کروں۔

اے لوگو! جانتے ہو، جبرئیل امین خداوند عالم کی جانب سے تین مرتبہ میرے پاس آئے اور ایک اہم ترین اور خصوصی حکم پہنچایا ہے۔

لوگوں کا تجسّس بڑھنے لگا، فضہ نے راحیلہ کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا، راحیلہ کی آنکھوں میں بھی حیرت تھی۔ صرف وہی نہیں، وہاں موجود ہر شخص اپنی جگہ پر حیرت زدہ تھا۔

"آخر جبرئیل کون سا خصوصی حکم لے کر آئے ہیں، جس کا اعلان اس قدر ضروری اور اہم ہے کہ اگر آنحضرتؐ نے یہ پیغام نہیں پہنچایا تو ان کی تئیس برسوں پر مشتمل تبلیغی سرگرمیاں بے کار ہو جائیں گی"۔ فضہ نے اپنی حیرت کا اظہار کیا۔

ہاں! آیت میں صاف لفظوں میں کہا گیاہے کہ اگر آنحضرتؐ نے یہ پیغام نہ پہنچایا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے انہوں نے کوئی تبلیغی کام انجام ہی نہیں دیا"۔ راحیلہ نے بھی حیرت زدہ لہجہ میں کہا۔

"اے لوگو!..."۔ ابھی وہاں موجود سبھی حیرت زدہ تھے کہ اللہ کے رسول نے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ فرمایا: "عنقریب خدا کا پیغام اجل میرے لئے آنے والا ہے، میں بہت جلد تمہارے درمیان سے چلا جاؤں گا"۔

یہ سنتے ہی سبھی کی حیرت، غم و اندوہ میں تبدیل ہو گئی، اب لوگوں کی آنکھوں میں حیرت نہیں تھی، اب وہاں نمکین پانی نے بسیرا کر لیا تھا۔

"کیا رسول اکرمؐ ہمارے درمیان کچھ دنوں کے مہمان ہیں، کیا اب ہم ان کے رحمت مآب وجود سے محروم ہو جائیں گے...؟"۔ وہاں موجود سبھی کے دل کی آواز یہی تھی۔

فضہ اور راحیلہ کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے، انہیں یقین نہیں ہو رہا تھا کہ رسول اکرمؐ کی معیت میں یہ ان کا آخری سفر ہے، اب اس کے بعد آنحضرتؐ کے وجود سے دنیا خالی ہو جائے گی۔

فضہ کے داہنی طرف ایک معمر خاتون کی آواز گریہ شدید ہوتی جارہی تھی، "میں چاہتی تھی کہ مرنے سے پہلے اللہ کے رسول کی زیارت کر لوں لیکن اب تو وہ خود جانے کی باتیں کر رہے ہیں"۔ اسی خاتون نے اپنی آواز گریہ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

ابھی لوگ اپنی بگڑتی ہوئی حالت پر قابو بھی نہ پائے تھے کہ آنحضرت کی آواز صحرا میں گونجی، آپ نے روتے بلکتے ہوئے لوگوں سے سوال کیا: لوگو! بتاؤ، تم نے مجھے کیسا نبی پایا...؟

پھر آنحضرتؐ خاموش ہو گئے، وہ لوگوں کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔

"اللہ آپ کو جزائے خیر دے یا رسول اللہ! آپ نے ہماری تربیت و ہدایت میں کوئی غفلت نہیں کی، آپ نے ہمیں شرک و بت پرستی اور بدبختی سے نجات دلائی"۔ لوگوں نے ایک زبان ہو کر بلکتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ہمیں نصیحت کی، ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرمائی، خدا آپ کو جزائے خیر دے"۔ ایک عرب نے کھڑے ہو کر ادب سے عرض کی۔

اللہ کے رسولؐ نے لوگوں کا جواب سن کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: خدایا! تو گواہ رہنا کہ میں نے لوگوں کی ہدایت کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔

پھر سرکار رسالت مآبؐ نے پاس ہی موجود حضرت علیؑ کو منبر پر بلایا، حضرت علیؑ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے منبر پر پہنچے اور رسول اکرمؐ کے داہنی طرف کھڑے ہو گئے۔

فضہ پلک جھپکائے بغیر منبر کی طرف دیکھ کر رہی تھی، اس نے منبر پر ایک دوسرا نور جلوہ گر ہوتے ہوئے دیکھا۔

"اے فضہ! جانتی ہو یہ کون ہے؟" راحیلہ نے سوال کیا۔

"اتنی دور سے صاف نظر نہیں آتا، مجھے تو فراز منبر پر نور کے دو ٹکڑے نظر آرہے ہیں، جن کی روشنی پورے میدان کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے، مجھے تو نور کی نورانی شعاعیں دیکھ کر یک گونہ سکون مل رہا ہے"۔ فضہ نے جذباتی لہجہ میں کہا۔

"ارے... تم ان کو نہیں پہچانتی، یہ شہزادی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شوہر حضرت علیؑ ہیں، حسن و حسین علیہما السلام کے بابا"۔ راحیلہ نے بتایا۔

مولا علیؑ! وہ تو یمن میں اسلام کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے"۔ فضہ نے سوال کیا۔

"ارے ... تمہیں نہیں معلوم، حج کے دوران آنحضرتؐ نے خط لکھ کر حضرت علیؑ کو یمن سے بلوا لیا تھا۔ یمن سے بہت سے لوگ بھی حج کرنے کے لئے

حضرت علیؑ کے ساتھ آئے ہوئے تھے "۔ پاس موجود ایک بوڑھی عورت نے سب کی الجھن کو دور کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! اسی لئے یہاں کچھ لوگ یمنی لباس میں نظر آرہے ہیں "۔راحیلہ کی ایک دوست نے کہا۔

"ارے کچھ بھی ہو ، مجھے تو منبر کی بلندی پر نور کے یہ دو ٹکڑے بڑے دلکش لگ رہے ہیں "۔ایک دوسری عورت نے کہا۔

"اے کاش ! میری آنکھیں صحیح ہوتیں تو میں بھی ان نورانی شعاعوں سے مستفیض ہوتی "۔ایک نابینا عورت نے سرد آہ کھینچتے ہوئے کہا۔

فضہ کو ان کی حالت پر بڑا افسوس ہوا، شروع ہی سے وہ ان کے پاس تھی اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد ان کے لئے سارے واقعہ کی منظر کشی کر رہی تھی۔

" میری جان ان دونوں پر قربان ، خدا ان دونوں کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے "۔بڑی بی نے اپنے نابینا پن کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

رازسعادت وہدایت

اونٹوں کے کجاووں سے بنے ہوئے ایک منفرد منبر پر دنیا کا لافانی خطیب لوگوں کو سعادت و ہدایت کا آفاقی منشور عطا فرمارہاہے، منبر پر آپ کے ہمراہ حضرت علیؑ بھی ہیں۔آپ نے اپنے جانے کی خبر بھی دے دی ہے تاکہ لوگ اس بات کی طرف متوجہ رہیں کہ زندگی کے آخری ایام میں جو باتیں کی جاتی ہیں اس میں ملاوٹ اور دھوکہ دھڑی کا امکان نہیں ہوتا۔اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے لوگ غور سے آپ کی باتیں سنیں اوراس پر عمل کریں۔

جب آنحضرتؐ نے محسوس کیاکہ لوگ ہر طرح سے ہماری طرف متوجہ ہیں تو آپؐ نے فرمایا :اے لوگو !کیا تمہیں خداکے معبود و یکتا ہونے اور محمد کی عبدیت و رسالت کا اقرار نہیں ؟کیا تم اس حقیقت کے قائل نہیں ہو کہ اس کی جنت ،اس کی دوزخ، موت کا قانون اور قیامت کی آمد میں کوئی شک و شبہ نہیں ہےاور حشر و نشر بر حق ہے ؟

"بے شک ہم ان تمام حقائق کو تسلیم کرتے ہیں ، ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ ساری چیزیں حق ہیں "رسول اکرمؐ کے اس سوال پر پورے مجمع نے ہم آہنگ ہو کر کہا۔

"خدایا! تو گواہ رہنا"۔ آنحضرتؐ نے خدا کو گواہ قرار دینے کے بعد پوچھا:
"میری آواز سب تک پہنچ رہی ہے؟"۔

"جی ہاں! یا رسول اللہؐ! ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں میں اتر رہا ہے"۔ لوگوں نے بیک وقت کہا۔

جب سب سے اقرار لے لیا تو آپ نے فرمایا:

"میں تم سے پہلے حوض کوثر پر پہنچنے والا ہوں، تم میرے بعد وہاں پہنچوگے، اس حوض کی چوڑائی اتنی ہوگی جتنا کہ صنعا سے لے کر بصریٰ تک کا راستہ ہے، اس وسیع حوض کے پاس نقرئی جام رکھے ہوئے ہوں گے، وہ وہاں ایسے لگ رہے ہوں گے جیسے آسمان کے تارے"۔ آنحضرتؐ نے بڑے خوبصورت انداز میں حوض کوثر کی تصویر کشی فرمائی: لیکن یاد رکھو، اس حوض کے پانی سے وہی سیراب ہوگا جو میرے بعد ثقلین (دو عظیم اور گرانقدر چیزوں) کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا۔

"اللہ کے رسولؐ! ان دو گرانقدر چیزوں سے آپ کی کیا مراد ہے، ثقلین سے کیا مراد ہے، ذرا وضاحت فرمایئے"۔ مجمع میں موجود ایک شخص نے انتہائی ادب سے سوال کیا۔

"یاد رکھو، ان ان دونوں میں سے ایک بیش قیمت چیز اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک سرا خدائے عزوجل کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں، اسے تھامے رہو تاکہ گمراہ نہ ہونے پاؤ اور دوسری گراں بہا شئے میری عترت ہے"۔ آنحضرت نے ٹھہر ٹھہر کے فرمایا۔

"لوگو! خدائے لطیف و خبیر نے مجھے بتایا ہے کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر پہنچنے تک ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے، ہمیشہ ساتھ رہیں گے، ان دونوں کا اتحاد دائمی ہے، تم ان سے آگے نکلنے یا ان سے پیچھے رہنے کی کوشش نہ کرنا، ورنہ اس کوشش میں ملیامیٹ ہو جاؤگے"۔اللہ کے رسول نے کائنات کے بہترین ہادی کی حیثیت سے لوگوں کو ہدایت و سعادت کا واقعی اور ابدی منشور عطا فرمایا۔

"یارسول اللہ! قرآن کریم کا میزان کیا ہے؟ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ہم نے قرآن پر عمل کیا ہے"۔آگے بیٹھے ہوئے ایک شخص نے ادب سے سوال کیا۔

"ہاں! یاد رکھو، میزان "علی بن ابی طالبؑ" ہے، تم جس قدر علیؑ سے محبت کروگے اور اس سے قربت کا مظاہرہ کروگے، اسی اعتبار سے تم خدا کے احکامات کی حقیقت سے نزدیک ہوتے چلے جاؤگے"۔آنحضرتؐ نے وضاحت فرمائی۔

☆ ☆ ☆

فضہ کے لئے یہ لمحہ بڑا اہم تھا، اللہ کے پیارے نبیؐ نے اسے سعادت کا بہترین منشور عطا فرمایا تھا، اس نے ثقلین کے بارے میں سن رکھا تھا کہ آنحضرتؐ نے اپنی امت کی ہدایت و رہبری کے لئے دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں، ان پر عمل کرنا بے حد ضروری ہے۔آج اس نے زبان رسالت سے ان دونوں کی حقیقت بھی سن لی تھی۔

اس نے آنحضرتؐ کے اس ارشاد سے سمجھ لیا تھا کہ قرآن اور اہل بیتؑ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں، یہ ایک دوسرے کو مکمل کرنے والے ہیں، سعادت و ہدایت کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں کو دونوں ہاتھوں میں ایک ساتھ رکھا جائے تا کہ راہ ہدایت پر چلتے وقت توازن برقرار رہے۔

اعلان ولایت کا حسین منظر

آہ... ہمارا دلسوز اور شفیق رہبر ہمارے درمیان سے جانے والا ہے، ہاں ! یہ اللہ کے رسول کا آخری سفر ہے ، اب اس کے بعد بہت سے مسلمان ، آنحضرتؐ کی زیارت سے محروم رہیں گے۔ اللہ کے رسولؐ نے اپنی زبان صداقت سے یہ بات کہی ہے اس لئے اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، آپ تو کبھی جھوٹ نہیں کہتے ، جو کہتے ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے ، آپ کی بات میں شک کرنا ، کفر کے مترادف ہے۔

"یارسول اللہ !آپ جانتے ہیں کہ میں اتنی مسافت طے کرکے یہاں تک آئی ہوں ، اس لئے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی وفات کی خبر دی ہے ، اگر آپ اس دنیا سے چلے گئے تو میں کیا کروں گی ، کہاں پناہ لوں گی ، راستہ کیسے تلاش کروں گی ، حالات بہت خراب ہیں ، باطل عقائد چارسو پھیلے ہوئے ہیں ، خرافات کے بڑے بڑے سانپ ڈسنے کے لئے تیار ہیں ، راستے میں ہر موڑ پر طرح طرح کے بھیڑیئے چھپے بیٹھے ہیں تاکہ مجھ سے میرا عقیدہ اور میرا یقین چھین لیں ، میں دھوکہ دھڑی اور فریب سے خوف زدہ ہوں "۔

"میرے آقا ! یارسول اللہ ! آپ ہمارے رہبر ہیں، آپ جانتے ہیں کہ ایک اچھی زندگی گزارنے کے لئے رہبر کی کتنی ضرورت ہوتی ہے، ہر شخص ایک رہبر اور راہنما کا محتاج ہوتا ہے تاکہ اس کے سایہ میں اور اس کی راہنمائی میں دنیا سے لے کر آخرت تک کا سفر طے کر سکے"۔ فضہ کے دل میں موجود الفاظ اب لبوں کا سہارا لے کر باہر آنے کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں۔

میرے آقا ! اگر آپ ہمارے درمیان سے چلے گئے، آپ کا وجود اس کائنات سے خالی ہو گیا تو معاشرہ سے امید کا چراغ بجھ جائے گا، آپ ہمارے بڑے دلسوز اور شفیق رہبر ہیں، آپ کے وجود سے مجھے تقویت ملتی ہے، اگر آپ چلے گئے تو فتنوں سے بھری ہوئی اس کائنات میں میں کیا کروں گی ، رنگا رنگ دروغ پردازیوں میں کیسے زندگی گزاروں گی۔ میرے آقا ! اے امت کے دلسوز باپ ! آپ اپنی امت کی خبر لیجئے۔ اس ناچیز کو، مجھ جیسے بہتوں کو رہبر کے بغیر نہ چھوڑیئے۔

"اے اللہ کے رسولؐ ! ہماری ہدایت کا سامان فراہم کیجئے، فتنوں اور خرافات سے لڑنے اور ان سے اپنے دامن کو بچانے کے لئے ہمیں ایک رہبر کی ضرورت ہے۔ آقا ! اپنے بعد ایک رہبر کی نشاندہی کیجئے تاکہ ہم اس کی راہنمائی میں زندگی کی پر پیچ راہوں کو آسانی سے طے کر سکیں"۔ فضہ کی آنکھیں اب بھیگنے لگی تھیں، اس کے لب ہل رہے تھے، وہ سامنے موجود اپنے شفیق رہبر سے بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن وہ کہے تو کیسے...؟

راحیلہ نے فضہ کی دلی کیفیت کو محسوس کر لیا تھا، وہ فضہ کے چہرے پر آتے

جاتے رنگ کو دیکھ کر سمجھ گئی کہ وہ گہری سوچ میں ہے، اس کے ذہن و دل میں کوئی ایسی فکر ہے جو اسے پریشان کئے ہوئے ہے۔

"فضہ کیا سوچ رہی ہو، تم کچھ پریشان لگ رہی ہو؟ "راحیلہ نے سوال کیا۔

"ہاں! میں بہت پریشان ہوں، راحیلہ! کیا تمہارے لئے یہ بات پریشان کن نہیں ہے کہ اب ہمارے درمیان سے اللہ کے رسول جانے والے ہیں، ان کے بعد ہمارا رہبر کون ہوگا...؟ "۔ فضہ نے آنکھوں کے گرد موجود نمکین پانی کو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"پریشان تو میں بھی ہوں، لیکن مجھے اللہ کے رسول پر پورا اطمینان ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی راہ حل ضرور بتائیں گے، تم خود سوچو... "راحیلہ بتاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے سانس لینے کو رکی پھر بولی: تم خود سوچو...جب ایک عام انسان اس دنیا سے جاتا ہے تو اپنے مشن کے لئے اپنے نائب کو ضرور معین کرتا ہے، کیا اللہ کے رسولؐ امت کے لئے اپنے نائب کا اعلان نہیں فرمائیں گے "۔

"ہاں! شاید خداوند عالم نے اسی نائب کے اعلان کے لئے آنخضرتؐ کو خصوصی حکم دیا ہو، اسی لئے تو یہاں پر ایک حکم کی تبلیغ کے متعلق خصوصی آیت نازل ہوئی ہے "۔ فضہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر آنخضرتؐ وہ پیغام کیوں نہیں پہنچاتے، حکم کے ابلاغ میں اتنی تاخیر کیوں کر رہے ہیں "۔ فضہ نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

"ذرا صبر سے کام لو، آنخضرتؐ شاید اسی پیغام کو پہنچانے کے لئے ماحول سازی کر رہے ہیں اور لوگوں کے ذہن آمادہ کر رہے ہیں "۔ راحیلہ نے کہا۔

"اے... تم دونوں کیا باتیں کر رہی ہو، ذرا مجھے بھی تو بتاؤ کیا ہو رہا ہے، اللہ کے رسول کیا کہہ رہے ہیں ...ہائے مجھ بوڑھی کو کوئی کچھ نہیں بتاتا"۔ فضہ کے ذرا فاصلہ پر موجود نابینا ضعیفہ نے پھر شکایت کا لہجہ اختیار کیا۔

جی ... میں آپ کو سب کچھ بتا تو رہی ہوں "۔ فضہ کو افسوس ہونے لگا، اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک ایک لمحہ کی خبر دیتی رہے گی لیکن راحیلہ سے باتیں کرتے ہوئے وہ تھوڑی دیر کے لئے اپنے فریضہ سے غافل ہو گئی تھی۔

کہاں بتاتی ہو تو بیٹی... ابھی بتاؤ، اللہ کے رسول کیا کر رہے ہیں "۔بڑی بی نے شاکی لہجے میں کہا۔

"جی ...اس وقت اللہ کے رسولؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھا رکھا ہے "۔ فضہ نے جلدی سے بتایا۔

"میری جان قربان، ان دونوں پر "۔بڑی بی نے عقیدت بھرے لہجہ میں کہا۔

☆ ☆ ☆

بڑا حسین منظر ہے، پالان شتر سے بنائے گئے منبر پر رسول اکرمؐ موجود ہیں، ان کے ہمراہ حضرت علیؑ بھی منبر کی بلندی پر موجود ہیں، سبھی کی نگاہیں ان دونوں پر مرکوز ہیں، ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے، سبھی آنحضرتؐ کی ایک جنبش لب کے منتظر ہیں۔

"اے لوگو! "۔ آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ ماحول پر چھائی ہوئی خاموشی کو توڑتے ہوئے فرمایا: "تم لوگوں پر کون حق ولایت رکھتا ہے؟ "۔

"یا رسول اللہ !خدا اور اس کے پیغمبر ہم پر حق ولایت رکھتے ہیں"۔ سبھی نے بلند آواز سے ایک ساتھ جواب دیا۔

اللہ کے رسولؐ نے تین مرتبہ پے در پے یہی سوال کیا اور سبھی نے بیک زبان کہا کہ خدا و رسول ان پر حق ولایت رکھتے ہیں۔آپ نے تین مرتبہ پے در پے یہ سوال اس لئے کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ خدا و رسول کی اطاعت ہر مسلمان پر واجب ہے، کوئی بھی خدا و رسول کی ولایت میں شک و شبہ نہیں رکھتا۔

جب سبھی نے خدا و رسول کی ولایت کا اقرار کر لیا تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں تک ممکن تھا بلند کیا پھر لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے بلند بانگ فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ "جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں"۔

پھر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے: اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاه وَ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ وَ انْصُرْ مَنْ نَصَرَه "خدایا! تو اسے دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے، تو سے دشمن رکھ جو علی سے دشمنی کرے۔ میرے مالک تو اسے ذلیل و خوار کر جو علی کو ذلیل و خوار کرنے کی کوشش کرے اور اس کی نصرت فرما جو علی کی مدد و نصرت کرے"۔

رسول اکرمؐ نے اس خوبصورت جملہ کی تین مرتبہ تکرار فرمائی، تاکہ دور و نزدیک موجود سبھی کی سماعت کے ذریعہ دل میں اتر جائے۔

اللہ کے رسولؐ چاہتے ہیں کہ وہاں موجود سبھی حضرت علیؑ کو دیکھیں اور پہچان لیں، اسی لئے حضرت علیؑ کا بازو پکڑ کر بلند کرتے ہیں، جس کی وجہ سے حضرت کا چہرہ، اللہ کے رسول کے چہرے کے سامنے آجاتا ہے۔

اعلان ولایت کا یہ منظر کتنا حسین لگ رہا ہے، ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے ایک نور کے ہاتھوں پر دوسرا انور جلوہ افروز ہے۔

لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اللہ کے رسول نے حضرت علیؑ کو ایسے کیوں بلند کیا کہ ان کا چہرہ چھپ جائے اور حضرت علیؑ کا وجود لوگوں کی نظروں کے سامنے رہے...؟

ہاں! اللہ کے رسولؐ چاہتے ہیں کہ ہر شخص اپنے امام کو اچھی طرح پہچان لے، وہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے بعد عالم اسلام کا رہبر کون ہے...؟

اے لوگو!...آنحضرتؐ نے پھر لوگوں کو متوجہ فرمایا: "یہ علیؑ جس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے، میرا بھائی اور میرا جانشین ہے، یہ مومنوں کا امیر ہے، اس کے علاوہ کسی کو بھی امیر المومنین کہنا صحیح نہیں ہے"۔

"اے لوگو! کیا تم لوگوں نے میری بات سنی...؟"۔آنحضرتؐ ہر لمحہ لوگوں سے اقرار لینا چاہتے تھے۔

"ہاں، یارسول اللہ! ہم نے آپ کی ہر بات سنی ہے"۔

لوگوں کے اقرار کے بعد آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف رخ کرکے فرمایا: خدایا! تو گواہ رہنا کہ میں نے اپنے وظیفہ پر عمل کرتے ہوئے تیرا اہم حکم لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔

اللہ کے رسول کے اس ارشاد کے بعد ایک مرتبہ پھر غدیر کی فضا پر خاموشی چھا گئی، لوگ غور سے آنحضرتؐ کو دیکھ رہے ہیں۔

"اے لوگو! یہ نہ سمجھنا کہ میں نے اپنی طرف سے علیؑ کو مولا اور امام کی حیثیت سے منتخب کیا ہے بلکہ یہ خدا ہے جس نے اس کو امام بنایا ہے اس لئے سبھی کے اوپر اس کی اطاعت واجب ہے"۔ رسول خداؐ نے بعض کینہ توزوں کے دل میں ابھرنے والے سوال کا پہلے ہی سے خاتمہ کر دیا۔

"یہ جان لو، جو علیؑ سے دشمنی کرے گا اور اس کی مخالفت کرے گا وہ رحمت خدا سے دور ہو جائے گا اور اس کے گلے میں خدا کی لعنت کا طوق ڈال دیا جائے گا؛ جو علیؑ کی پیروی کرے گا وہ رحمت خدا سے نہال ہو گا۔ جو علیؑ کی امامت کو تسلیم کرے گا وہ مومن ہے، جو علی کی بات کو سنے گا اور اس کی پیروی کرے گا تو خدا اسے معاف کر دے گا"۔آپ بار بار لوگوں کو حضرت علیؑ کے بارے میں خبردار کر رہے ہیں۔

"اے لوگو! جان لو کہ علی کا علم و دانش سب سے برتر اور اعلیٰ ہے، وہ پرہیزگاروں کے امام اور حق کو آشکار کرنے والے ہیں"۔

"ہاں! جان لو کہ علیؑ وہ ہیں جو خود بھی حق پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی حق کی راہنمائی کرتے ہیں، وہ باطل کا خاتمہ کرتے ہیں اور لوگوں کو اس سے دور رکھتے ہیں، ان کا ہر کام خدا کی خوشنودی کے لئے ہے، کوئی بھی اپنی ملامت کے ذریعہ علیؑ کو راہ خدا سے منحرف نہیں کر سکتا۔سب سے پہلے حضرت علیؑ ہی خدا اور آپ پر ایمان لائے، وہ اپنی جان آپ کے اوپر قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہے"۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ اللہ کے رسولؐ، حضرت علیؑ کے اتنے فضائل و مناقب

کیوں بیان فرمارہے ہیں، میدان غدیر میں موجود اکثر لوگ ان فضائل و مناقب سے واقف ہیں، وہ جانتے ہیں کہ حضرت علیؑ ایسی ڈھیروں فضیلتوں کے مالک ہیں۔

شاید ...اس قدر فضائل و مناقب بیان کرنے کا مقصد یہ ہو کہ لوگ سمجھ لیں کہ رسول کا جانشین اور لوگوں کا امام ورہبر بننے کے لئے افضیلت کا معیار ضروری ہے۔آپ اپنے کلمات کے ذریعہ لوگوں کے ذہنوں کو ٹھوکا دے رہے ہیں کہ کہیں وہ دنیا کے لالچ میں آکر کسی مفضول کو خلیفہ بنانے کی غلطی نہ کر بیٹھیں۔

اسی لئے آپ بار بار ان جملوں کی تکرار فرمارہے ہیں کہ خدا نے حضرت علیؑ کو امام کی حیثیت سے منتخب فرمایاہے کیونکہ وہ تم لوگوں کے درمیان سب سے زیادہ بافضیلت ہیں۔اب اس کے بعد جس نے ان کی ولایت کا اقرار نہیں کیا وہ رحمت خدا سے محروم رہے گا اور اس کے گناہ بخشے نہیں جائیں گے، خدا علیؑ کے دشمنوں کو معاف نہیں کرے گا اور قیامت کے دن دردناک عذاب میں گرفتار کرے گا۔

☆ ☆ ☆

فضہ اپنی آنکھوں سے یہ سارے مناظر دیکھ رہی تھی اور اپنے کانوں سے اللہ کے رسول کاایک ایک جملہ سن رہی تھی۔ اب بہت خوش تھی،اس کے چہرے پر خوشیوں کے ڈھیروں رنگ صاف دیکھے جاسکتے تھے، اس لئے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے نور رسالت کے ہمراہ نور امامت کا مشاہدہ کرلیا تھا۔

اللہ کے رسول کی زبانی خبر ارتحال سن کر وہ جس بات سے بہت پریشان تھی،

وہ پریشانی اب دور ہوچکی تھی، رسول اکرمؐ نے اپنے بعد کے لئے اپنے ہی جیسا ایک بہترین رہبر معین فرمادیا تھا، یعنی خداوند عالم کے حکم سے حضرت علیؑ کو ہمارا امام بنادیا تھا جو پیارے نبی کی طرح ہم سب کے لئے دلسوز اور شفیق تھے۔

"لو فضہ ...اللہ کے رسولؐ نے تمہارے دل کی آواز سن لی، اب تو خوش ہو "۔راحیلہ نے فضہ سے کہا۔

"ہاں راحیلہ اب میں بہت خوش ہوں "۔ فضہ نے مسرت آمیز لہجہ میں کہا۔

"اور جانتی ہو، میں کس بات سے زیادہ خوش ہوں" فضہ نے دوبارہ راحیلہ کو متوجہ کیا: اس لئے کہ حضرت علیؑ، اللہ کے رسول کی طرح مہربان ہیں، انہوں نے بھی نبی کی طرح اسلام کو پھیلانے اور لوگوں کی ہدایت کرنے میں بہت زیادہ زحمت برداشت کی ہے، اگر وہ نہ ہوتے تو اسلام کا پیغام اتنی جلدی دور دور تک نہیں پہنچتا "۔

"ہاں ! حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؑ ہی اس منصب کے سب سے زیادہ حقدار تھے، کیونکہ ان کے جیسا مسلمانوں میں کوئی بھی نہیں ہے "۔

ابھی وہ دونوں باتیں کررہی تھیں کہ مجمع میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ ! میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

"ہاں ! پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو...؟"۔ رسول اکرمؐ نے مہربان لہجہ میں فرمایا۔

"یارسول اللہ !اس جملہ سے آپ کی کیا مراد ہے کہ علی ہمارے مولا ہیں"۔ اس شخص نے سوال کیا۔

فضہ نے حیرت سے اس شخص کی طرف دیکھا، اللہ کے رسول نے کتنے واضح انداز میں حضرت علیؑ کی ولایت و امامت کا اعلان فرمایا تھا، اتنے واضح اعلان کے باوجود وہ شخص اس کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھا یا جان بوجھ کر نہ سمجھنے کا ناٹک کر رہا تھا۔

"اے لوگو! "رسول اکرمؐ نے اس شخص کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے لوگوں کو مخاطب کیا: جان لو کہ جس طرح میں تمہارا مولا ہوں اسی طرح یہ علی بھی تمہارے مولا ہیں، یعنی جس طرح میری اطاعت تمہارے اوپر واجب ہے اسی طرح میرے بعد علی کی اطاعت بھی تمہارے اوپر واجب ہے"۔

"آج سے تمام مہاجرین و انصار، عرب و عجم، گورے کالے اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کو چاہئے کہ وہ علی کی پیروی کرے اور اس کی باتوں پر توجہ کرے"۔ رسول اکرمؐ نے دوٹوک اور واضح انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ بھی جان لو کہ صرف علی کی اطاعت واجب نہیں ہے بلکہ اس کے بعد آنے والے اس کی نسل کے گیارہ اماموں کی اطاعت بھی واجب ہے، ان میں سے آخری امام میرا ہمنام ہوگا۔ وہ جب ظہور کرے گا تو پوری دنیا کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

فضہ نے اس اعلان کے بعد ایک ٹھنڈی سانس لی، اللہ کے رسولؐ نے کتنی خوبصورتی کے ساتھ قیامت تک کے انسانوں کی ہدایت کا سامان فراہم کر دیا تھا۔ انہوں نے ثقلین کی صورت میں زندگی گزارنے کا بہترین معیار دے دیا تھا اور ہر دور کے لئے ایک رہبر اور امام کا تعین بھی کر دیا تھا تاکہ کوئی بھی باطل کی تیز و تند آندھیوں سے پریشاں حال نہ ہو اور نت نئے خرافات اور گمراہ کن رہبروں کی

وجہ سے راہ ہدایت وسعادت سے منحرف نہ ہونے پائے۔

☆ ☆ ☆

میدان غدیر میں عالم اسلام کا سب سے بڑا مجمع جمع ہے ،ایک لکھ بیس ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگ اللہ کے رسول کے سامنے ہیں، جو بیک وقت صحابی بھی ہیں اور حاجی بھی ـــــ تاریخ اسلام میں اتنا زیادہ اور قابل قدر مجمع نہ جمع ہوا تھا اور نہ ہی اسلامی جمعیت کی مجموعی تعداد کے پیش نظر آئندہ کبھی جمع ہو سکتا ہے۔

اسی لئے اللہ کے رسولؐ نے اپنے پروردگار کے حکم سے لوگوں کے درمیان اپنے جانشین حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان فرمایا۔

لیکن وہاں موجود لوگوں کے کاندھے پر ایک اہم ترین ذمہ داری عائد کرتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! میں نے واضح طور پر تمہارے سامنے خداوند عالم کا پیغام پہنچادیا ہے اب تمہاری ذمہ داری ہے کہ اس پیغام کو ان لوگوں تک پہنچاؤ جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

"ہاں ـــــ اسی طرح ہر باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بیٹوں تک اس پیغام کو پہنچاتا رہے"۔

فضہ یہ سن کر بہت خوش ہوئی ـــــ اللہ کے رسولؐ نے کتنی اچھی ذمہ داری لوگوں پر عائد کی تھی، وہ چاہتے تھے کہ اپنے اپنے گھر، محلّہ اور شہر میں اس پیغام کو پہنچائے تاکہ سبھی اس سے آشنا ہو سکیں۔

"میں بھی اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں غدیر کا یہ اہم پیغام پہنچاؤں گی"۔ فضہ نے اپنے آپ سے کہا۔

زبانی اقرار

رسول اکرمؐ نے فراز منبر پر حضرت علیؑ کا ہاتھ تھامے ہوئے اعلان ولایت فرمایا، سبھی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا کہ آنحضرتؐ نے اپنے بعد حضرت علیؑ کو لوگوں کا امام اور ولی مقرر فرمایا تاکہ ان کے بعد امت مسلمہ ایک لمحہ کے لئے بھی امام و رہبر کے بغیر زندگی نہ گزارے۔

اتنے واضح اعلان کے باوجود رسول اکرمؐ جانتے ہیں کہ ہمارے درمیان منافقین کی تعداد زیادہ اور مومنین کم ہیں، وہ اس ولایت سے گلوخلاصی کے لئے بہانہ تراشی کریں گے اور اپنی الٹی سیدھی باتوں سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

اسی لئے اللہ کے رسول "زبانی اقرار" کے ذریعہ منافقین کی بہانہ تراشی کا سد باب کرنا چاہتے ہیں تاکہ آنے والے کل میں کوئی یہ عذر پیش نہ کرے کہ میرے لئے رسول خداؐ کا ارشاد واضح و آشکار نہیں تھا۔

"اے لوگو!"۔ اللہ کے رسولؐ نے ایک مرتبہ پھر لوگوں کو متوجہ کیا: خدائے متعال نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں سے علی بن ابی طالبؑ کی امارت و امامت کے سلسلے میں زبانی اقرار لوں"۔

آنحضرتؐ یہ جملہ کہنے بعد تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئے پھر مجمع کا رد عمل دیکھنے کے بعد سوال کیا: "کیاتم لوگ زبانی اقرار کے لئے تیار ہو...؟"۔

"ہاں، یا رسول اللہؐ! ہم ہر طرح کے اقرار کے لئے تیار ہیں، آپ حکم تو دیجئے"۔ بہت سے لوگوں نے ایک ساتھ اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔

اگر ایسا ہے ــــتو... پھر جو جملے میں اپنی زبان سے کہوں، انہیں تم بھی اپنی زبان سے دہراؤ"۔آنحضرتؐ نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔

بسر و چشم کی بلند بانگ صداؤں سے میدان غدیر ہلنے لگا۔ تبھی آنحضرتؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا۔

جب سبھی خاموش ہوگئے تو لب رسالت میں جنبش ہوئی اور رسول اکرمؐ کی دلکش آواز سے میدان غدیر کا ذرہ ذرہ مدہوش ہونے لگا:

فَقُولُوا بِأَجْمَعِكُمْ إِنَّا سَامِعُونَ مُطِيعُونَ رَاضُونَ مُنْقَادُونَ لِمَا بَلَّغْتَ عَنْ رَبِّنَا وَ رَبِّكَ فِي أَمْرِ عَلِيٍّ وَ أَمْرِ وُلْدِهِ مِنْ صُلْبِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ نُبَايِعُكَ عَلَى ذَٰلِكَ بِقُلُوبِنَا وَ أَنْفُسِنَا وَ أَلْسِنَتِنَا وَ أَيْدِينَا عَلَى ذَٰلِكَ نَحْيَا وَ نَمُوتُ وَ نُبْعَثُ وَ لَا نُغَيِّرُ وَ لَا نُبَدِّلُ وَ لَا نَشُكُّ وَ لَا نَرْتَابُ وَ لَا نَرْجِعُ عَنْ عَهْدٍ وَ لَا نَنْقُضُ الْمِيثَاقَ نُطِيعُ اللّٰهَ وَ نُطِيعُكَ وَ عَلِيّاً أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ وُلْدَهُ الْأَئِمَّةَ۔

اے لوگو! تم سب ایک ساتھ کہو:

ہم سب آپ کی بات کے سننے والے، اطاعت کرنے والے، راضی رہنے والے اور علی اور ان کی اولاد کے بارے میں جو پروردگار کا پیغام پہنچایا ہے اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہیں۔ ہم اس بات پر اپنے دل، اپنی روح، اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں سے بیعت کر رہے ہیں، اسی پر زندہ رہیں گے، اسی پر مریں گے اور

اسی پر دوبارہ اٹھیں گے ، نہ کوئی تغیر و تبدیلی کریں گے اور نہ کسی شک و ریب میں مبتلا ہوں گے ، نہ عہد سے پلٹیں گے نہ میثاق کو توڑیں گے ۔ ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے اور علی امیر المومنینؑ اور ان کی نسل کے ائمہ طاہرینؑ کی اطاعت کریں گے۔

☆ ☆ ☆

فضہ آہستہ آہستہ اللہ کے رسول کے مذکورہ کلمات کو دہرا رہی تھی ، اس کی زبان اس کے دل سے ہماہنگ تھی ، در حقیقت وہ صرف اپنی زبان سے حضرت علیؑ اور ان کی اولاد طاہرینؑ کی امامت کا اقرار نہیں کر رہی تھی بلکہ وہ زبان کے ساتھ ساتھ دل کی گہرائیوں سے امامت و ولایت کا اقرار کر رہی تھی۔

ابھی وہ یہ کلمات دوہرا رہی تھی کہ اچانک اللہ کے رسول کی آواز دوبارہ فضائے غدیر میں گونجنے لگی :

اے لوگو ! ابھی تم لوگوں نے میرے ساتھ ساتھ علیؑ اور اس کی نسل کے گیارہ معصوم اماموں کی امامت و ولایت کا اقرار کیا، اب ایک مرتبہ پھر میرے ساتھ ساتھ دہراؤ :

أَطَعْنَا اللهَ بِذَلِكَ وَ إِيَّاكَ وَ عَلِيّاً وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ الْأَئِمَّةَ الَّذِينَ ذَكَرْتَ عَهْداً وَ مِيثَاقاً مَأْخُوذاً لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ قُلُوبِنَا وَ أَنْفُسِنَا وَ أَلْسِنَتِنَا وَ مُصَافَقَةِ أَيْدِينَا مَنْ أَدْرَكَهُمَا بِيَدِهِ وَ أَقَرَّ بِهِمَا بِلِسَانِهِ وَ لَا نَبْغِي بِذَلِكَ بَدَلًا وَ لَا نَرَى مِنْ أَنْفُسِنَا عَنْهُ حِوَلًا أَبَداً أَشْهَدْنَا اللهَ وَ كَفَى بِاللهِ شَهِيداً ، وَ أَنْتَ عَلَيْنَا بِهِ شَهِيدٌ وَ كُلُّ مَنْ أَطَاعَ مِمَّنْ ظَهَرَ وَ اسْتَتَرَ وَ مَلَائِكَةُ اللهِ وَ جُنُودُهُ وَ عَبِيدُهُ وَ اللهُ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَهِيدٍ

ہم نے اس بات پر اللہ کی اطاعت کی، آپ کی اطاعت کی اور علی، حسن و حسین اور ائمہ علیہم السلام جن کا آپ نے ذکر کیا ہے اور جن کے بارے میں ہم سے عہد لیا ہے، سب کی دل و جان سے اور دست و زبان سے بیعت کی ہے۔ ہم اس کا کوئی بدل پسند نہیں کریں گے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی کریں گے۔ اللہ ہمارا گواہ ہے اور وہی گواہی کے لئے کافی ہے اور آپ بھی ہمارے گواہ ہیں، ہر ظاہر و باطن، ملائکہ اور بندگان خدا سب اس بات کے گواہ ہیں اور اللہ ہر گواہ سے بڑا گواہ ہے۔

فضہ کو یہ کلمات دہراتے ہوئے بہت اچھا لگ رہا تھا، وہ خوش تھی کہ امیر المومنین حضرت علیؑ کے ساتھ ساتھ بارہ اماموں کی امامت کا زبانی اقرار کر رہی ہے۔ لیکن وہ حیرت زدہ تھی کہ اللہ کے رسولؐ بار بار لوگوں سے زبانی اقرار کیوں لے رہے ہیں ـــ کیا ان کو کسی سے خوف ہے، کسی سے خطرہ لاحق ہے، کیا ان کو اس بات کا ڈر ہے کہ ہمارے درمیان موجود لوگوں میں سے کچھ لوگ اس اعلان سے بغاوت کریں گے اور امام کی پیروی نہیں کریں گے۔

"اے فضہ... کیا سوچ رہی ہو؟" راحیلہ نے اس کو متوجہ کیا۔

"میں یہ سوچ رہی ہوں کہ آخر اللہ کے رسول بار بار زبانی اقرار کیوں لے رہے ہیں، کیا ان کو کچھ لوگوں کی مخالفت کا ڈر ہے...؟"۔ فضہ نے مختصر طور پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

"ارے لو ـــ اگر مخالفت کا ڈر نہ ہوتا تو خداوند عالم آیت میں تسلی کیوں دیتا، میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو باخبر فرمایا ہے کہ ہمارے ہی درمیان کچھ لوگ ایسے ہیں جو حضرت علیؑ کے حق میں ظلم و ستم

کرنے کی سازش کر رہے ہیں، یہ منافقین ہیں جن کی آشکارا خصوصیت انکا دوغلا پن ہے، انہوں نے بظاہر زبان سے یہ جملے دہرائے ہیں لیکن اس پر ایمان نہیں رکھتے، وہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن وہ خدا پر قطعی ایمان نہیں رکھتے، ان کی تعداد کم ہے لیکن اتنی ہی تعداد میں بھی آپ کے بعد فتنہ و فساد پھیلانا چاہتے ہیں، وہ اپنی سازش کے بارے میں ایک دوسرے سے سرگوشی کر رہے ہیں، ایک دوسرے کو تذکر دے رہے ہیں کہ ہمیں صبر کرنا چاہئے تاکہ سازش کو عملی جامہ پہنانے کا مناسب وقت آجائے اور ہم حکومت حاصل کرسکیں"۔ راحیلہ نے کسی بزرگ سے سنی ہوئی بات کو دہراتے ہوئے تفصیل سے بتایا۔

"خدا ان دوغلے لوگوں کا بیڑا غرق کرے"۔ پاس بیٹھی ہوئی ایک بڑی بی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"ذرا سنو تو اللہ کے رسول کیا کہہ رہے ہیں"۔ عورتوں کو بات کرتے ہوئے دیکھ کر راحیلہ نے پھر سبھی کو آنحضرتؐ کی طرف متوجہ کیا۔

"اے لوگو! تم جو کہہ رہے ہو اور تمہارے دل میں کیا کچھ ہو رہا ہے؟ یاد رکھو کہ اللہ ہر آواز کو جانتا ہے اور ہر نفس کی مخفی حالت سے باخبر ہے، جو ہدایت حاصل کرے گا وہ اپنے لئے اور جو گمراہ ہوگا وہ اپنا نقصان کرے گا، جو بیعت کرے گا اس نے گویا اللہ کی بیعت کی ہے، اس کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے"۔ آنحضرتؐ نے لوگوں پر ہر طرح سے حجت تمام کر دی۔

زبانِ رسالت سے صدائے تکبیر

اللہ کے رسولؐ ابھی فراز منبر پر ہیں، انہوں نے ہر اعتبار سے لوگوں کو متوجہ کر دیا ہے، منافقوں کی سازش سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ اس زبانی اقرار کو عملی بیعت میں تبدیل کر دیا جائے؛ اسی لئے آپ لوگوں پر ایک نظر ڈال کر فرماتے ہیں :

"اے لوگو ! میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مقام پر علی بن ابی طالبؑ کو اپنا جانشین قرار دیا ہے، اب تم لوگوں کو چاہئے کہ مجھے مبارک باد پیش کرو اس لئے کہ اللہ نے میری عترت ، میرے اہل بیتؑ کو ولایت و امامت سے سرفراز فرمایا ہے۔ میں خدا کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے تم سے چاہتا ہوں کہ ایک ایک کرکے علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں جاؤ اور پہلے امیر المومنین کہہ کر سلام کرو اور پھر اس کی بیعت کرو۔ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں تم سے علیؑ اور اس کی نسل کے گیارہ اماموں کی ولایت و امامت کے سلسلے میں زبانی اور عملی دونوں طرح سے اقرار لوں "۔

میدان غدیر میں موجود سبھی اللہ کے رسول کو دیکھ رہے ہیں ، سبھی کی نگاہیں آنحضرتؐ کے چہرۂ مبارک پر ٹکی ہوئی ہیں ، وہ جانتے ہیں کہ ہمارے محسن ، ہمارے عظیم رہبر میدان میں موجود ایک ایک شخص کا جواب سننے کے منتظر ہیں۔ ہمارا

اسلامی بلکہ انسانی فریضہ ہے کہ ہم اپنے جواب سے اپنے محسن کے سکون و اطمینان کا سامان فراہم کریں۔

"یا رسول اللہ ! ہم نے آپ کا فرمان سنا، ہم ویسا ہی کریں گے جیسا آپ نے ہمیں حکم دیا ہے"۔ سبھی نے ایک زبان ہو کر بلند آواز سے کہا۔

"اے لوگو ! جو علیؑ کی بیعت اور اس سے محبت و الفت کرے گا اور امیر المومنین کہہ کر سلام کرنے میں سبقت کا مظاہرہ کرے گا وہی کامیاب و کامران ہوگا؛ یاد رکھو، ایسے ہی لوگوں کا ٹھکانہ جنت نعیم ہے"۔آنحضرتؐ نے اس عملی بیعت کا فائدہ بھی لوگوں کو بتایا۔

کتنی عجیب بات ہے، اس خوبصورت وادی میں رسول اکرمؐ نے کتنی آسانی سے جنت نعیم کا تحفہ عنایت فرمادیا، حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرو اور جنت نعیم کے حقدار ہو جاؤ۔ لیکن خود رسول اکرمؐ نے ابھی کچھ دیر قبل یہ اعلان فرمایا تھا کہ اس جگہ مومنین کی تعداد کم ہے اور منافقین زیادہ ہیں۔کیا دونوں ہی جنت نعیم کے حقدار ہو جائیں گے ـــــ؟ ہر گز نہیں۔ بیعت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ بیعت کرتے وقت حضرت علیؑ کی ولایت کا عقیدہ رکھے۔ان منافقین کی بیعت کا کوئی فائدہ نہیں جو لوگوں کو فریب دینے کے لئے سب سے آگے صف باندھے کھڑے ہیں۔ جن کے دلوں میں نفاق اور دوغلاپن پنپ رہا ہے ان کے لئے یہ بیعت فائدہ پہنچانے کے بجائے نقصان دہ ہوگی، ایسے لوگ بہت جلد خداوند عالم کے غضب میں گرفتار ہوں گے اور ان کی جگہ جہنم ہے۔

اسی لئے آنحضرتؐ نے اپنے خطبہ کے اختتام پر قرآن کی ایک آیت کی تلاوت کے ذریعہ ان لوگوں کو متوجہ فرمایا ہے جو بیعت کرنے کے بعد

مخالفت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

"اے لوگو! وہ بات کہو جس سے تمہارا پروردگار راضی و خوشنود ہو جائے ورنہ یاد رکھو، اگر تم اور تمام اہل زمین بھی منکر ہو جائیں تو اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے"۔

پھر آپ نے دعا کے لئے خدا کی بارگاہ میں ہاتھ بلند کئے: "خدایا! مومنین و مومنات کی مغفرت فرما اور کافروں پر اپنا غضب نازل فرما"۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہیں"۔

☆ ☆ ☆

رسول اکرمؐ نے حقائق و معارف سے لبریز خطبہ کو خدائے وحدہ لاشریک کی حمد و ثنا پر ختم کر دیا، لوگوں کی سماعتوں نے اس سے قبل آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے ایسا عظیم اور طویل خطبہ نہیں سنا تھا ... وہ بہت خوش تھے کہ اللہ کے رسول نے ان چند قیمتی لمحوں میں ہمیں زندگی کا منشور عطا فرمایا ہے، اس خطبہ میں آپ نے وہ سب کچھ بیان کر دیا ہے جن کی لوگوں کی ضرورت تھی یا ضرورت پیش آ سکتی تھی۔

اب اللہ کے رسولؐ شاداں و فرحان منبر سے نیچے تشریف لا رہے ہیں، حضرت علیؑ ان کے ساتھ ساتھ ہیں، منبر کے نیچے شمع رسالت کے پروانے آپ کا حلقہ کئے ہوئے ہیں، فضائے غدیر پر ایک کیف آگیں سکوت طاری ہے۔

تبھی اللہ کے رسولؐ کی بلند بانگ "اللہ اکبر" کی آواز غدیر کی فضا میں گونجی۔

"خدایا! کیا ہوا ہے، اچانک اللہ کے رسول نے تکبیر کی آواز کیوں بلند کی، کیا کوئی نئی بات ہوئی ہے ـــــ؟"۔ سبھی اپنی اپنی جگہ یہی سوچ رہے تھے۔

ایک شخص رسول کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے نور سے مملو آنحضرتؐ

کے چہرۂ مبارک کو دیکھا، وہاں خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔

"یا رسول اللہ !آپ اس قدر خوشحال کیوں ہیں اور آپ نے تکبیر کی آواز کیوں بلند فرمائی "۔اس نے ادب سے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی۔

"ہاں ! میں بہت خوش ہوں اور اس سے بڑی خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے ؟ " آنحضرتؐ نے مسرت آمیز لہجہ میں فرمایا۔

"اے اللہ کے رسول !ہمیں بھی بتایئے تاکہ آپ کی خوشی میں ہم بھی خوش ہوں "۔ایک بوڑھے شخص نے ادب سے عرض کیا۔

آنحضرتؐ نے آس پاس کھڑے ہوئے لوگوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا، سبھی اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے،آپ نے لوگوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا، جب سبھی خاموش ہو گئے تو بلند آواز سے فرمایا :

لوگو ! جانتے ہو، ابھی تھوڑی دیر پہلے جبرئیل امین نازل ہوئے تھے اور اللہ کی جانب سے یہ آیۂ مبارکہ لے کر نازل ہوئے تھے :

"اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِینَ کَفَرُوا مِنْ دِینِکُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ اَلْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِینَکُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی وَ رَضِیتُ لَکُمُ الْإِسْلَامَ دِیناً"۔

آج کفار تمہارے دین سے مایوس ہو گئے لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو، آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا، اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا اور تمہارے دین اسلام سے راضی و خوشنود ہو گیا"۔

"اے لوگو ! "آنحضرتؐ نے دوبارہ لوگوں کو مخاطب فرمایا : "اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے دین کامل اور نعمت تمام کی اور وہ میری رسالت اور علی بن ابی طالب کی امامت و ولایت سے راضی و خوشنود ہوا"۔

خوبصورت وادی میں انوکھی بیعت

منبر کے داہنی طرف دیکھئے ، پانچ بڑے درخت ہیں ، جن کے سایہ میں اللہ کے رسولؐ کے حکم سے دو خیمے نصب کئے جارہے ہیں ، رسول کے قریبی اصحاب بڑے زور و شور سے ان دونوں خیموں کو نصب کررہے ہیں ، سلمان فارسی، عمار یاسر ، ابوذر غفاری اور مقداد آگے آگے ہیں، وہ سب بڑے انہماک سے خیموں کو نصب کرنے میں مصروف ہیں ، ان کو معلوم ہے کہ ان میں سے ایک خیمہ میں خود رسول اکرمؐ تشریف فرما ہوں گے اور دوسرے خیمہ میں ان کے جانشین اور ہم سب کے مولا وآقا حضرت علیؑ براجمان ہوں گے اور لوگ پہلے رسول کو مبارکبادی دیں گے اور پھر ان کے بعد امیر المومنین حضرت علیؑ کو اس عظیم اور الٰہی منصب پر فائز ہونے کی مبارکباد پیش کریں۔

دونوں خیمے نصب ہوگئے ، سلمان فارسی نے اللہ کے رسول کی خدمت میں عرض کی : یارسول اللہ !آپ کے حکم کے مطابق خیمے نصب ہوچکے ہیں، تشریف لایئے۔

آنحضرتؐ نے تحسین آمیز نظروں سے سلمان کو دیکھا، پھر علی بن ابی طالبؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک خیمہ میں تشریف لائے ، ایک مقام پر حضرت علیؑ کو

بیٹھایا۔ پھر لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا: اے لوگو! جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی کرو۔ یعنی پہلے "امیر المومنین" کہہ کر علی کو سلام کرو پھر ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرو۔

"اے لوگو! یاد رکھو، یہ پروردگار کا حکم ہے لہٰذا علیؑ کی بیعت کرنے میں سبقت کا مظاہرہ کرو، جو بھی علیؑ کی بیعت کرنے میں سبقت کرے گا وہ خداوند عالم کی عظیم نعمتوں سے نہال ہوگا۔

یہ حکم سنتے ہی لوگ جوق در جوق حضرت علیؑ کے خیمہ میں جانے لگے اور ان کو عظیم منصب پر فائز ہونے کی مبارکباد پیش کرنے لگے۔

اللہ کے رسولؐ بھی اپنے خیمہ میں آکر بیٹھ گئے، وہ بہت غور سے علیؑ کے خیمہ کی طرف دیکھ رہے ہیں، وہ بہت مسرور ہیں، یہ منظر آنحضرتؐ کے لئے بڑا لذت بخش ہے، وہ ہر گروہ کی بیعت کے بعد آسمان کی طرف رخ کرکے فرماتے ہیں: "تمام تعریفیں اس خدائے واحد سے مخصوص ہیں جس نے مجھے اور میرے اہل بیتؑ کو عالمین پر فوقیت و برتری عطا فرمائی ہے۔

رسول اکرمؐ خوش ہیں کہ وہ حضرت علیؑ کی بیعت کے لئے اتنی پر شکوہ رسم منعقد کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

ہاں! وہ خوش ہیں کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے حکم کو عملی جامہ پہنا دیا ہے۔

وہ خوش ہیں کہ انہوں نے اپنے بعد اسلامی معاشرہ کے لئے ایک رہبر اور امام کا تعین کردیا ہے۔

اب وہ اس بات سے خوش ہیں کہ اگر میری وفات ہو جائے گی تب بھی اسلامی معاشرہ سعادت و کامرانی اور کمال کے راستہ پر گامزن رہے گا اور راہ مستقیم سے منحرف نہیں ہوگا۔

وہ مسرور ہیں کہ میرے بعد لوگ اپنے رہبر کے سایہ میں دنیا و آخرت کی سعادت سے ہمکنار ہوں گے۔

☆ ☆ ☆

فضہ دور کھڑی ہوئی دونوں خیموں کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی، خیموں کے اطراف میں بے شمار لوگ کھڑے تھے اور جوق در جوق خیموں میں جا کر اللہ کے رسولؐ اور ان کے جانشین حضرت علیؑ کو مبارکباد پیش کر رہے تھے۔راحیلہ بھی فضہ کے ساتھ تھی، لوگوں کو خیموں میں جاتے ہوئے دیکھ کر ان دونوں کے دلوں میں بھی اپنے مولا کو دیکھنے کی چاہ کروٹ لے رہی تھی، فضہ تو کچھ زیادہ ہی بے چین تھی لیکن مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ دونوں آگے نہیں بڑھ پا رہی تھیں۔

"اے راحیلہ !اتنے زیادہ لوگ ایک دن میں مولا کی بیعت کیسے کریں گے "۔ فضہ نے لوگوں کو خیمے میں آتے جاتے دیکھ کر پوچھا۔

"ارے ـــــ تم نے اللہ کے رسول کا خطبہ نہیں سنا، انہوں نے درمیان میں خصوصی حکم دیا ہے کہ سبھی کو بیعت کرنی ہے ـــــ مجھے ایسا لگتا ہے کہ جب تک ہر شخص بیعت نہ کر لے یہ سلسلہ جاری رہے گا چاہے جتنے دن لگ جائیں "۔ راحیلہ نے فضہ کو بتایا۔

"ہاں ! ایک دن میں تو اتنے لوگ مولا کی بیعت نہیں کر سکیں گے "۔ فضہ نے تشویش کے ساتھ کہا۔

ابھی وہ دونوں باتیں کر رہی تھیں کہ دور سے ایک شخص بھاگتا ہوا ادھر آتا ہوا نظر آیا۔ وہ لوگوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے چلا رہا تھا : اے لوگو ! میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کرنے میں سبقت کی ہے۔قریبی اصحاب و انصار کے بعد سب سے پہلے میں نے بیعت کی ہے اپنے مولا کی "۔

جب وہ فضہ اور راحیلہ کے پاس سے گزرنے لگا تو لوگوں نے اسے گھیر لیا۔

"تم نے بیعت کرتے وقت کیا کہا...؟ "۔ کچھ لوگوں نے اس سے سوال کیا۔

"اللہ کے رسولؐ نے جیسے حکم دیا تھا میں نے اسی طرح اپنے مولا کو مبارکباد پیش کی ہے "۔اس شخص نے مسرت آمیز لہجہ میں کہا۔

"ارے بتاؤ تو تم نے کہا کیا ہے ؟ "۔ کچھ لوگوں نے جواب سے مطمئن نہ ہو کر دوبارہ سوال کیا۔

"جب میں اپنے مولا کے نورانی خیمہ میں پہنچا تو سب سے پہلے میں نے ان کو سلام کیا :"السلام علیک یا امیر المومنین"۔جب مولا نے سلام کا جواب دیا تو میں نے کہا: آقا ! مبارک ہو آپ میرے اور ہر مومن کے مولا و امام ہو گئے"۔ اس شخص نے چہکتے ہوئے تفصیل سے بتایا۔

لوگ اس کی بات کو سن کر کہنے لگے : ہاں ! ہم بھی ایسے ہی اپنے مولا کو مبارکباد پیش کریں گے۔

فضہ کے پاس ہی کچھ عورتیں کھڑی تھیں، انہوں نے جب لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا تو فوراً کہنے لگیں: ہاں! ہم بھی ایسے ہی اپنے مولا کو مبارکباد پیش کریں گے۔

فضہ حیرت سے ان عورتوں کی جانب دیکھنے لگی جیسے وہ ان سے پوچھ رہی ہو: عورتیں مولا کی بیعت کیسے کریں گی، وہ مولا کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ کیسے دے سکتی ہیں۔

ابھی وہ سوچ رہی تھی کہ راحیلہ نے کہا: فضہ! چلو ہم بھی چل کر بیعت کر لیں، میں نے سنا ہے کہ ابھی اللہ کے رسولؐ نے حکم دیا ہے کہ عورتیں بھی بیعت کریں۔

"ہم مولا کی بیعت کیسے کر سکتے ہیں، کیا ہم ان کے لئے نامحرم نہیں ہیں، ہم ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ کیسے دے سکتے ہیں"۔ فضہ نے راحیلہ کو متوجہ کرنے کی کوشش کی۔

ارے تم یہ سب کیوں سوچ رہی ہو، جب اللہ کے رسول نے حکم دیا ہے تو کوئی نہ کوئی صورت بھی نکالی ہوگی، میں تو بہت خوش ہوں کہ اپنے مولا کی بیعت کرنے جا رہی ہوں"۔ راحیلہ نے سمجھانے کی کوشش کی۔

فضہ خاموش رہی، وہ کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی، وہ صرف اپنے مولا کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے خیمہ کے پاس پہنچیں، خیمہ کے پاس اب عورتوں کا ہجوم تھا، گروہ گروہ کی شکل میں عورتیں خیمہ میں جاتیں اور خوش و

خرم اپنے مولا کی بیعت کرکے واپس آجاتی تھیں۔ وہ دونوں بھی ایک طرف ہوکر اپنی نوبت کا انتظار کرنے لگیں۔

فضہ اپنے مولا سے بہت نزدیک تھی، پاس ہی موجود خیمہ میں اس کے مولا اور امام تشریف فرما تھے، وہ بے چین تھی، جلد از جلد اپنے مولا کو دیکھنا چاہتی تھی، شوق دیدار میں اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں، وہ اپنی شدبد کھوتی جارہی تھی۔

"ہاں فضہ! چلو اس خیمے کے اندر چلیں اور اپنے مولا حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کریں''۔ راحیلہ نے فضہ کو ٹھوکا دیا۔

فضہ ہوش میں آئی اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے راحیلہ کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گئی۔

خیمہ نور سے مملو تھا، ایک عجیب سی پر کشش خوشبو خیمہ کی فضا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھی، فضہ کے مولا اس کے سامنے تھے، بالکل سامنے —— وہ چاہتی تھی کہ اپنے مولا کے چہرہ کو ایک نظر دیکھ لے لیکن شخصیت کی ہیبت اور نور کی شعاعوں نے اسے مسحور کر دیا تھا، وہ چاہتے ہوئے بھی اپنے مولا کے چہرے پر نظریں نہیں جما سکی۔

اس کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا، اس میں ایک طرف امام کا دست مبارک تھا؛ فضہ، راحیلہ کے بعد آگے بڑھی اور اسی برتن کے ایک کنارے سے پانی میں ہاتھ ڈالا۔ مولا کو دیکھنے کی تڑپ اب عملی جامہ پہن چکی تھی، اس کی نگاہوں کے سامنے مولا تشریف فرما تھے، چہرے سے ساطع ہونے والے نور کو وہ دیکھ رہی تھی، یہ منظر دیکھ کر اس نے اپنی کیفیت پر کیسے قابو پایا بتایا نہیں جاسکتا۔ شوق

دیدار کی تکمیل کے بعد آنکھوں سے تشکر کے آنسو رواں تھے ، گلا رندھا ہوا تھا۔ اس نے پانی میں مولا کا دست مبارک دیکھا اور بڑی مشکل سے گلا صاف کرتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا :

"... السلام علیک یا امیر المومنین "۔

اور پھر —— فضہ نے اپنے مولا کا جواب سلام سنا۔

مولا کا جواب سلام اس کے لئے انتہائی لذت بخش تھا، ایک عجیب و غریب سا احساس اس کے پورے وجود پر مسلط تھا، فرحت انگیز اور مسرت آمیز احساس —— اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے مبارکباد کے جملے کہے اور باہر آ گئی۔

راحیلہ بھی فضہ کے ساتھ ساتھ باہر آئی، وہ فضہ سے کہہ رہی تھی :

"فضہ ! تمہیں معلوم ہے کہ تم فرشتوں کی ہمدم ہو گئی ہو کیونکہ انہوں نے بھی یہی الفاظ ادا کئے ہیں "۔

"فضہ !امام سے بیعت کا لمحہ میری زندگی کا بہترین اور حسین لمحہ تھا، میں اس لمحہ کو کبھی نہیں بھول سکتی"۔

" مجھے تو یقین نہیں ہو رہا ہے کہ میں نے اپنے امام کی بیعت کی ہے اور ان سے عہد و پیمان کیا ہے ، ہاں ! میں اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک رسولؐ کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن رہوں گی اور اپنے مولا کی بیعت کا پاس و لحاظ رکھوں گی "۔ راحیلہ آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔

لیکن فضہ کچھ نہیں سن رہی تھی ، وہ صرف رو رہی تھی، اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔

وہ اپنے آپ سے کہہ رہی تھی : کیا میں نے اپنے مولا کی بیعت کی ہے ؟

کیا میں نے ابھی ابھی اپنے مولا کی زیارت کی ہے، مجھے اپنے مولا کی زیارت نصیب ہوئی ہے ؟

مولا ... میرے مولا ! میں اس بیعت کا پاس کیسے رکھ سکوں گی ؟

مولا ... میں نے اللہ کے رسولؐ نے جو عہد و پیمان لیا ہے اس پر تا زندگی کیسے قائم رہوں گی؟

مولا !آپ ہی میری مدد کریں—مولا !آپ ہی میری دستگیری کریں، مولا ! میرے آقا ...۔

☆ ☆ ☆

وہ دھیرے دھیرے سسکیاں لے رہی تھی، اس کے سامنے کتاب تھی اور آنکھیں اس کی سطروں پر ٹکی ہوئی تھیں۔اسے اپنا ہوش نہیں تھا، وہ پوری طرح کتاب کی حسین اور خوبصورت دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔ تبھی اس کی امی نے شانے پر ہاتھ رکھا۔

جیسے ہی اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا، وہ کتاب کی دنیا سے باہر آئی، اس نے پاس بیٹھی ہوئی امی کو دیکھا۔

امی نے اس کے ہاتھوں میں کتاب دیکھی اور آنکھوں میں نمی محسوس کی، وہ سمجھ گئیں کہ فضہ کتاب کی دنیا کی مسافرہ ہے ؛انھوں نے اپنی پیاری بیٹی کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا :

"بیٹی !جب تم مولا کو یاد کر رہی ہو تو مولا تمہاری ضرور مدد کریں گے ، تم سیٹ بیلٹ باندھ لو اس لئے کہ جہاز اب لینڈ کرنے والا ہے "۔

احساسِ ذمہ داری

فضہ آج اللہ کے گھر کی زیارت کرکے واپس آ رہی تھی —— قافلہ سالار نے بہت اچھے سے قافلہ والوں کا خیال رکھا تھا، مکہ و مدینہ کی اہم جگہوں کا تعارف بھی بہت اچھے سے کروایا تھا—— اس نے جگہ جگہ دعائیں پڑھیں، گھر والوں اور رشتہ داروں کے لئے دعائیں مانگیں، جن لوگوں نے آتے وقت دعا کرنے کی خواہش کی تھی، ان کے لئے خصوصی دعا کی، امی کے کہنے پر تبرک کے طور پر زمزم کا پانی لے لیا تھا تاکہ لوگوں میں تقسیم کیا جاسکے۔

ایئر پورٹ پر ابو اور عامر انہیں لینے کے لئے آئے تھے،، عامر ہاتھ ہلا ہلا کر اپنی خوشی کا اظہار کر رہا تھا—— مہر وغیرہ لگوانے کے بعد وہ باہر آئے، فضہ ابّو کو سلام کرکے ان کے گلے لگ گئی، عامر پورے بیس دن امی سے دور رہا تھا، اس لئے امی کو دیکھتے ہی لپک کر ان کے گلے لگ گیا اور کافی دیر تک اسی حالت میں رہا۔ تھوڑی دیر بعد سامان وغیرہ رکھ کر وہ گھر کے لئے روانہ ہوگئے۔

گھر پر بہت سے لوگ جمع تھے، پڑوسیوں کے علاوہ سارے رشتہ دار جمع تھے، وہ سب اس معنوی سفر کی مبارکباد دینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ فضہ ان سب کی مبارکباد قبول کرتے ہوئے اپنی کزن اور بہترین دوست زہرا کو تلاش کر رہی

تھی۔اچانک اسے ایک گوشہ میں زہرا نظر آئی۔ فضہ اسے دیکھتے ہی لپک کر اس کے پاس پہنچی اور سلام کے بعد اسے گلے سے لگا لیا۔ کافی دیر تک وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوئے۔ فضہ کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو تھے، وہ اپنی دوست کی ممنون احسان تھی کہ اس نے سفر کے لئے کتاب کی صورت بہترین دوست فراہم کیا تھا۔اس کی وجہ سے وہ اہم حقائق و معارف سے آشنا ہوئی تھی۔

فضہ اپنی دوست کو لئے ہوئے کمرے میں آئی اور ہینڈ بیگ سے کتاب نکال کر دیتے ہوئے بولی : "زہرا! تمہارا بہت بہت شکریہ، تم نے یہ کتاب دے کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا، میں تمہاری بے حد شکر گزار ہوں"۔

"ارے نہیں، میں نے کوئی احسان نہیں کیا، مجھے کتاب بہت پسند آئی تھی، سوچا اپنی دوست کو بھی دوں، تاکہ وہ بھی اس سے استفادہ کرسکے"۔ زہرا نے کتاب لیتے ہوئے کہا۔

"کتاب کیسی لگی، تم نے اس کا مطالعہ کیا ــــ؟"۔زہرا نے دوبارہ سوال کیا۔

"ہاں! میں نے جدہ جاتے ہوئے فلائٹ پر اس کا مطالعہ کیا، مجھے بہت اچھی لگی"۔ فضہ نے کہا۔

پھر وہ دونوں سفر کے سلسلے میں ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگیں، فضہ خانۂ کعبہ کی زیارت کی منظر کشی کر رہی تھی، مکہ و مدینہ میں ہونے والے واقعات اور زیارتوں کی تفصیل بتا رہی تھی ــــ خانۂ کعبہ کے پاس لوگوں کا ہجوم، سب کا ایک زبان ہو کر "لبیک اللھم لبیک" کہنا، اللہ کے گھر کا طواف کرنا ... پھر مدینہ جا کر اللہ کے رسول کی مسجد میں نماز ادا کرنا ــــ یہ سارے مناظر وہ بہت اچھے انداز میں بیان کر رہی تھی، زہرا بھی بہت غور سے ان تمام تر واقعات کو سن رہی تھی۔

اچانک فضہ نے زہرا سے کہا: "زہرا! ہم لوگوں نے واقعہ غدیر کے سلسلے میں کتنی بے توجہی دکھائی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہم نے غدیر کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے "۔

" کیوں ـــــ کیا ہوا...؟ تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو...؟ "۔ زہرا نے حیرت سے سوال کیا۔

"ارے اللہ کے رسولؐ نے امام علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کرنے کے بعد ہمارے کاندھے پر کتنی عظیم ذمہ داری عائد کی ہے ؟ "۔ فضہ نے زہرا کو متوجہ کرنے کی کوشش کی۔

" کون سی ذمہ داری ـــــ تم کس ذمہ داری کی بات کر رہی ہو؟ "۔ زہرا نے اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے تم بھول گئی ہو ـــــ کیا تمہیں یاد نہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے مولا علیؑ کی ولایت کا اعلان کرنے کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ وہ اس پیغام کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو وہاں موجود نہیں ہیں "۔

"آں ...ہاں، میں اتنی اہم بات کیسے بھول سکتی ہوں، یہ تو واقعہ غدیر کے اہم پہلوؤں میں سے ایک ہے "۔ زہرا نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

" کیا ایسی صورت میں ہمارے اوپر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ ہم اس واقعہ کو ان لوگوں سے بتائیں جو اس سے واقف نہیں ہیں، خاص طور سے اپنی دوستوں کو اس پیغام سے مطلع کریں "۔ فضہ نے سوال کے انداز میں اپنا مدعا بیان کیا۔

"ہاں ــــ کیوں نہیں ، لیکن ابھی ہم چھوٹے ہیں ، ہم لوگوں تک اس پیغام کو کیسے پہنچا سکتے ہیں ؟ "۔ زہرا نے کہا۔

"زہرا ــــ خود کو چھوٹا کہہ کر اپنا کاندھا ہلکا نہ کرو ، اللہ کے رسولؐ نے چھوٹے بڑے کی قید نہیں لگائی تھی ، جس کو بھی یہ واقعہ معلوم ہے اس کی ذمہ داری ہے وہ دوسروں کو اس سے باخبر کرے ــــ جب ہمیں یہ واقعہ معلوم ہے تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس سے دوسروں کو باخبر کریں "۔ فضہ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا بابا ــــ بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہیئے ، میں ہر طرح سے تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں "۔ زہرا نے ہار مانتے ہوئے کہا۔

" تمہیں تو معلوم ہے کہ کچھ دنوں بعد عید غدیر آنے والی ہے ، وہ اسلام کی سب سے بڑی عید ہے ، اس لئے جس طرح ہم عید فطر میں خوشیاں مناتے ہیں ، اپنی دوستوں کو مبارکباد دیتے ہیں ، مٹھائیاں پکانے میں امی کی مدد کرتے ہیں ، اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں ، ایک دوسرے کے گھر جاتے ہیں ...اسی طرح اس عید میں بھی خوشیاں منائیں اور ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کریں "۔ فضہ نے اپنے ذہن کے اعتبار سے عید کے دن کے بعض آداب کو بیان کیا۔

"یہ تو بہت اچھا ہے ، مجھے عید کے دن خوشیاں منانا بہت اچھا لگتا ہے "۔ زہرا نے خوش ہو کر کہا۔

زہرا تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے اماموں نے اس عید کے سلسلے میں خاص طور سے تاکید فرمائی ہے ، ہمیں ان کی تاکید کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے "۔

ہاں ــــ ان خوشیوں میں ہم اپنے دوستوں کو بھی شریک کریں گے اور سب

مل کر خوشیاں منائیں گے، اس لئے کہ سب کے ساتھ مل کر خوشیاں منانے کا لطف ہی الگ ہے "۔ زہرا نے ایک فکر دی۔

"ایسا کرتے ہیں ..." فضہ نے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا: " ہم اس دن اپنی تمام دوستوں اور سہیلیوں کو جمع کریں اور ایک چھوٹی سی محفل منعقد کریں ــــ پھر ہم سب ایک ساتھ مل کر خوشیاں منائیں اور ان سے اس خوشی اور محفل کی وجہ بیان کریں۔ اس طرح وہ بھی غدیر کے پیغام سے آشنا ہو جائیں گی "۔

"یہ تو بہت اچھا خیال ہے ـــــ ہم اس دن گھر کو سجائیں گے اور بھائیوں کی مدد سے گھر کے باہر بھی سجاوٹ کریں گے تاکہ دوسروں کو بھی اس خوشی کی وجہ معلوم ہو سکے اور وہ بھی ہمارے ساتھ خوشی میں شریک ہو جائیں "۔ زہرا نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے ــــ پھر آؤ ایک دوسرے سے عہد کریں " فضہ نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا: " ہم اسلام کی اہم عید منانے میں کوتاہی نہیں کریں "۔

زہرا نے اپنا ہاتھ فضہ کے ہاتھ پر رکھ کر عہد کیا کہ ہم شان و شوکت کے ساتھ عید غدیر منائیں گے۔

☆ ☆ ☆

آیئے ـــــ ہم بھی غدیر سے عہد کریں:

اے تجلی گاہ ولایت و امامت؛

اے حیات معنوی کی اصل و اساس؛

اے چشمہ آب حیات؛

بے شک ـــــ تو انبیائے کرام کی آخری منزل ہے، پیغمبروں کا دیکھا ہوا خواب اور ان کی زحمتوں کے بار آور ہونے کی جگہ ہے۔ تو اتمام نعمت کا مژدہ اور تکمیل دین کی واضح سند ہے، تو ہی انسان و انسانیت کے کمال کی علامت ہے ـــــ تیرے وجود سے کفار و مشرکین ہمیشہ کے لئے مایوس ہوگئے۔ تو ہی خلقت و آفرینش کا خلاصہ اور مکتب وحی کا نتیجہ ہے۔

ہم قسم کھاتے ہیں کہ تجھے کبھی فراموش نہیں کریں گے، ہمارے سینوں میں جب تک سانسوں کی آمد و رفت ہے تیری حقیقت کا اظہار کرتے رہیں گے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی ذمہ داری سے غفلت نہیں کریں گے۔

خدایا! عظمت غدیر کا واسطہ، ہمیں زیادہ سے زیادہ غدیر کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرما ـــــ آمین

منابع و مآخذ

(اہم کتابیں جن سے کتاب کی تصنیف میں مدد لی گئی)

۱) قرآن کریم ــــــکلام الٰہی؛

۲) اصول کافی ــــــشیخ یعقوب کلینیؒ؛

۳) الاحتجاج علی اہل اللجاج ــــــابو منصور احمد بن علی طبرسیؒ؛

۴) الارشاد ــــــمحمد بن نعمان عکبری "شیخ مفیدؒ"؛

۵) الغدیر ــــــشیخ عبدالحسین الامینی

۶) اقبال الاعمال ــــــسید بن طاؤوسؒ

۷) الامالی ــــــ محمد بن حسن "شیخ طوسیؒ"؛

۸) انوار غدیر ــــــترجمہ : شعور ولایت فاؤنڈیشن

۹) بحار الانوار ــــــمحمد بن محمد تقی مجلسیؒ؛

۱۰) بشارة المصطفیٰ ــــــمحمد بن محمد بن علی طبری؛

۱۱) بصائر الدرجات ــــــمحمد بن حسن صفار قمی؛

۱۲) تفسیر نمونہ ــــــــ آیۃ اللہ مکارم شیرازی؛
۱۳) الصحاح ــــــــ اسماعیل بن حماد جوہری؛
۱۴) الخصال ــــــــ علی بن بابویہ قمی "شیخ صدوق"؛
۱۵) علل الشرائع ــــــــ علی بن بابویہ قمی "شیخ صدوق"؛
۱۶) عیون اخبار الرضا ــــــــ علی بن بابویہ قمی "شیخ صدوق"؛
۱۷) فصول المہمہ ــــــــ ابن صباغ مالکی؛
۱۸) فرہنگ غدیر ــــــــ جواد محدثی؛
۱۹) فروغ غدیر ــــــــ سید شاہد جمال رضوی
۲۰) المراجعات ــــــــ عبدالحسین شرف الدین عاملی؛
۲۱) ماضی کے جھروکے سے ــــــــ سید شاہد جمال رضوی
۲۲) المیزان ــــــــ محمد حسین طباطبائی؛
۲۳) مستدرک الوسائل ــــــــ میرزا حسین نوری؛
۲۴) مصباح المتہجد ــــــــ محمد بن حسن "شیخ طوسی"؛
۲۵) مناقب آل ابی طالبؑ ــــــــ علی بن شہر آشوب مازندرانی؛
۲۶) مقائیس اللغۃ ــــــــ ابوالحسین احمد ابن فارس؛
۲۷) مجمع البحرین ــــــــ فخر الدین بن محمد طریحی؛
۲۸) وسائل الشیعہ ــــــــ شیخ حر عاملی؛
۲۹) روی دست آسمان ــــــــ ڈاکٹر مہدی خدامیان آرانی؛
۳۰) الماس ہستی ــــــــ ڈاکٹر مہدی خدامیان آرانی؛

Books Written by:

Maulana Syed Shahid Jamal Rizvi

Ghadeer-e-Mawaddat

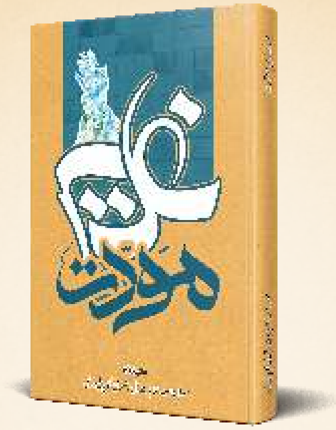

Naseem-e-Wilayat

Farogh-e-Ghadeer

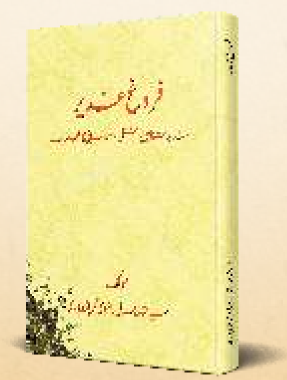

Maazi Ke Jharokhon Se

Design & Printed By: **Black & White Printing Solutions #9792750714**

Shaoor-e-Wilayat Foudnation
546/292, Near Era's Medical College,
Sarfarazganj, Lucknow (INDIA)
Email: shaoorewilayat@gmail.com
Web: www.shaoorewilayat.com

Ain-ul-Hayat Trust
236/10-B, Kankar Kuwan, Bajaza,
Victoria Street, Lucknow-226003 (INDIA)
Email: aht@aht.org.in
Web: www.aht.org.in